الا قتل الحسین ب

# اصلاح

(جلد پانزدہم

نمبر ۱ | بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق جنوری سنہ | جلد ۱۵

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المھدی
من ال محمد علیہم السلام

## مصائب ایران

داران امام مظلوم اس خبر غم کو نہایت حزن و ملال سے سنینگے کہ آجکل اسلامی سلطنت ایران نہایت
ہی مین ہے روس نے اعلان جنگ دیدیا ہے۔ مظلومان ایران بھی مرنے جان دینے پر طیار ہوگئے ہین۔ حریت
آزادی کا ہر طرف نعرہ بلند ہے یورپین توپ بندوق کے سامنے ایرانی سینہ کھولے کھڑے ہین۔
ری گورنمنٹ برطانیہ نہ معلوم کیون اسقدر ساکت ہے کہ روس بڑھتا آتا ہے اور مدبران انگلستان دیکھ رہے
ن مسلمانان ہند کلکتہ بمبئی مدراس پٹنہ درخواست پر درخواست دے رہے ہین۔ انگلستان کی
رانی مجلس ہمدردی کی استدعا کر رہی ہے۔ مگر نہ معلوم مدبران ملک کس خیال مین ہین کہ ابھی خاموشی
ے کام لے رہے ہین۔
ماتونان کلکتہ بحضور ملکہ معظمہ برقی تار دیتی ہین کہ انقلاب ایران مین اپنے اسلامی رعایا کی مدد کرین
استقلال ایران باقی رہے۔ انجمن اخبارات ایران۔ اڈیٹران اخبار ہندوستان سے اپیل کرتی ہے
ایران نہایت خطرہ مین ہے حق اخوت اسلامی ادا کرین۔ حکم محکم حجج اسلامیہ نجف اشرف دام ظلہم
بحضور سرکار حجۃ الاسلام آقا سید محمد کاظم یزدی و آخوند محمد کاظم خراسانی و آقا عبد اللہ مازندرانی دام ظلہم
لگرافانہ صادر ہوا ہے۔
ام اہل اسلام کو معلوم ہو کہ نفاق و اختلافات اندرونی ایران نے صلیبیون (عیسائیون) کو تقد

کامیاب کیا کہ ہو توحید و رسالت خاتم الانبیا پر آمادہ ہوئے جو اونکا دلی مقصد ہے کہ ایک طرف سے اٹلی نے طرابلس غرب پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے روس انگریز اپنی فوج ایران مین بھیج رہے ہین - اب ذرہ سا بھی سستی کرنا اسلام کو بدنام کرنا ہے -

لہذا تمامی اہل اسلام پر و ہمین اسلامی غیرت پر لازم ہے کہ بیضہ اسلام کی حمایت اور دفاع پر آمادہ ہو جائیں کہ دفع خیالات ظالمانہ صلیبیہ بضرورت دینی اہم فریضہ اہل اسلام پر - اب موقع ہے کہ تمامی اہل اسلام مستعد ہوکر اس [redacted] ہون اور دعوت اسلام کی اجابت کرین اور استغاثہ شریعت محمدی پر لبیک کہین ثبت اللہ الجمیع بالقول الثابت حبل المتین مورخہ ۲ ارذیحجہ

ہمارا فرض صرف دعا کرنا ہے - اور اپنے برادران ایمانی کی مالی مدد کرنا - اور گورنمنٹ مین اپنی درد کو ظاہر کرنا خصوصاً اسوجہ سے کہ روس گورنمنٹ انگلیشیہ کو بھی بدنام کرتا ہے -

اہلحدیث کا ایک نامہ نگار رائے دیتا ہے کہ تعزیہ داران امام مظلوم جو کچھ تعزیہ داری مین خرچ کرتے ہین اوسکو جمع کرکے مظلومان طرابلس پر خرچ کرین - مگر اڈیٹر صاحب یہ رائے دیتے ہین کہ سنی تعزیہ دار طرابلس مین بھیجیں اور شیعہ ایران کی مدد کرین - کیونکہ ایران مین بھی آجکل روس دست درازیان کر رہا ہے - خدا ان دونو اسلامی سلطنتونکو تفرقہ سے بچائے "

مگر افسوس کہ یہ رای اوس شخص کی ہے جو عام طور پر دشمن تعزیہ داری ہے کہ ہر سال اشتہار ممانعت فروخت کرکے ٹھیکہ داری کا حق ادا کرتا ہے - لہذا اگر مسلمانون کے دلمین اسلامی درد ہے تو جہان تعزیہ داری بغرض ثواب آخرت کرتے ہین - وہان اسکو بھی فرض عین سمجھکر حسب سہ جو ہو سکے ایک فنڈ قائم کرین کہ برادران اسلامی کی امداد مین صرف ہو -

یہی تفرقہ اصل مایہ فساد ہے کہ سنی طرابلس کی مدد کرین شیعہ ایران کی حالانکہ اسکا بھی دعوی ہے کہ ایران کی ہمدردی اس سے بھی (سلطنت روم) زیادہ ہونی چاہئیے کیونکہ کے بے نظیر بہادر اور نامور فاتح فاروق ؑ مفتوحہ ملک ہے پھر اسکی حمایت کا بار صرف شیعونپر دینا اور سنیونکو اوس سے علیحدہ کرنا کیسی اصولی غلطی ؟ مسلمانو شیعہ ہو یا سنی - دنیاوی اعزاز یا وقار تھا صرف انہین دو سلطنتون - ایران و روم کی بدولت ؟ اگر ان دونو سلطنتونکا خاتمہ ہوا تو تم مین اور یہود مین کوئی فرق نہ رہیگا ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق لہذا اس خیال کو دل سے نکالدو کہ ایران شیعہ ہے روم سنی ہے متفقہ قوت سے شیعہ سنی کو کام کرنا چاہئیے ورنہ جانیگا

# عزاداری مظلوم کربلا

انجمن تذکرۃ المعصومین علیہم السّلام شہر فیروزپور سے ایک اشتہار شایع ہوا ہی جو مولوی ابو الصفا صاحب کا لکھا ہوا ہی اور شیخ غلام جیلانی صاحب سکرٹری نے شایع کیا ہی جسکا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی۔

**گریہ وبکا** رونا عارفان حق کی نشانی ہی چنانچہ ارشاد ہی واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع یعنی جب وہ سنتے ہین جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا۔ تو تو دیکھتا ہی کہ انکی آنکھون مین آنسو ٹپکتے ہین۔ رونا خاصان خدا کا شعار ہی۔ ویخرون للاذقان یبکون ) اور وہ گر پڑتے ہین۔ ٹھوڑیون اور روتے ہین ) رونا علماے حق کا کام ہی چنانچہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۲۷۲۔ کتاب الرقاق فصل ا مین ابو ہریرہ سے روایت ہی قال قال ابو القاسم والذی نفسی بیدی لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا یعنی حضور نبوی نے فرمایا مجھے اسکی قسم ہی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی۔ اگر تم جانو جو کہ مین جانتا ہون تو تم بہت روتے اور کم ہنستے رونا غفران ذنوب کا باعث ہی چنانچہ کتاب مذکور کی فصل ۳ مین حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی۔ قال قال رسول اللہ ما من عبد یخرج من عینیہ دموع و ان کان مثل راس الذباب من خشیۃ اللہ ثم یصیب شیئاً من حر وجہہ الا حرمہ علی النار رواہ ابن ماجہ یعنی کوئی بندہ نہین جسکی آنکھون سے خوف خدا مین آنسو نکلین۔ اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہون۔ مگر یہ کہ اللہ اُس پر نار دوزخ حرام کر دیتا ہی۔

**گریہ بر مظلوم** صاحب ینابیع المودۃ علامہ زمخشری۔ اور صاحب عمدۃ القاری نے روایت کی ہے۔ من بکی او ابکی او تباکا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ جو مظلوم حسین پر روئے یا رولائے یا رونیوالون کی شکل بناوے۔ اُسپر جنت واجب ہی۔ روضۃ الشہدا از ص ۱۶۳ و ۱۸۲ مین ایک روایت ہی۔ جسکا ماحصل یہ ہی کہ جب سید مظلوم امام حسین علیہ السّلام پیدا ہوئے۔ تو حق سبحانہ نے حضرت جبریل امین کو بھیجا کہ ہمارے حبیب کو تہنیت دے۔ اور اُسکے بعد خبر قتل حسین بیان کرو۔ اور رسم تعزیت بجا لاؤ۔ روح الامین درگاہ نبوی مین حاضر ہوئے اور آداب تہنیت بجا لانیکے بعد تعزیت شروع کی حضور نے فرمایا۔ کہ سبب تہنیت تو معلوم ہی سبب تعزیت کیا ہی۔ جبریل نے عرض کی کہ اس پسر کا حلق جو آج آپکی بوسہ گاہ ہی پدر و مادر کی وفات کے بعد تیغ جفا سے مجروح کیا جائیگا۔ اور کچھ دیگر واقعات کربلا بیان کئے جنکو سنکر حضور انور رونے لگے جب علی مرتضی نے سنا وہ بھی روئے۔ اور جب یہ خبر مادر گرامی مظلوم یعنی حضرت زہرا کو پہونچی۔ تو آپ حجرہ نبوی مین تشریف

لائین اور عرض کی کہ میرے حسینؑ نے کیا گناہ کیا ہوگا۔ کہ اسکو دکی مین قتل کرینگے حضور نے فرمایا اے جان پدر یہ واقعہ اسوقت ہوگا جبکہ نہ مین ہونگا نہ علی ہوگا نہ تو اور نہ اسکا برادر حسنؑ علیہ السلام۔ حضرت فاطمہ یہ سنکر بہت روئین اور کہا اے بیکس مادر اسوقت کون تیری مصیبت پر قیام کریگا۔ کون تعزیت بجا لائیگا۔ کاش مین زندہ رہتی تاکہ تیری مصیبت کے مراسم پر قیام کرتی۔ راوی کہتا ہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ مصیبت زدہ اسکی مصیبت کو آخر الزمان تک کرینگے۔ ہر سال جبکہ وہ موسم آئیگا جسمین وہ شہید کیا گیا ہوگا مراسم تعزیت بجا لائینگے۔ اور گریہ و بکا کرینگے

**گریہ حضرت رسول کریم** سرالشہادتین [illegible] مین لکھا ہے کہ حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے۔ کہ اُس نے کہا مین ایکدن حسینؑ کو لیکر رسول اللہ کے پاس گئی۔ اور مینے انہیں آپ کی گودی مین رکھدیا پھر جو مین دیکھتی ہون تو رسول اللہ کی آنکھین آنسو بہاتی ہین۔ آپنے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آیا تھا۔ اُس نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی۔ اور مجھے سرخ مٹی بھی لاکر دی ہے۔ اس سے بالبداہت اور بلا تاویل ثابت ہوا کہ ذکر قتل حسینؑ کو سنکر رونا سنت نبوی ہے۔ اور جو اس پر عمل نہ کرے۔ وہ اہل سنت نہین ہو سکتا۔

**حالت رسول بروز قتل حسینؑ** سرالشہادتین [illegible] مین دو روایات ہین۔ ایک احمد بن حنبل اور بیہقی کی ابن عباس سے۔ اور دوسری حاکم اور بیہقی کی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جنکا ماحصل یہ ہے کہ ان بزرگون نے حضور انور کو عالم رویا مین بروز عاشورا دیکھا لیکن اس حالت مین کہ حضور کے بال بکھرے ہین سر و ریش مبارک پر گرد و خاک پڑی ہے۔ آپکے ہاتھ مین ایک شیشی ہے۔ ابن عباس نے پوچھا حضور یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ حسینؑ اور اوسکے اصحاب کا خون ہے آج صبح سے اسکو اکٹھا کر رہا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ روز عاشورا مصیبت زدونکی شکل بنانا۔ سر و ریش پر خاک ڈالنا سنت نبوی ہے۔

**اصلاح** ان مطالب کی تفصیل آپکو تحقیق صوم عاشورا۔ اور فلسفہ شہادت مین بخوبی ملیگی جو دفتر اصلاح سے عزاداران امام مظلوم کو مفت مل سکتا ہے۔

عشرہ محرم مین مجالس عزا کا قائم ہونا مکان شاہ عبدالعزیز دہلوی مین جو مصنف تحفہ اثنا عشریہ ہین۔ اصلاح [illegible] مین ملاحظہ طلب ہے۔

خداوند عالم ان ممبران انجمن کی توفیق کو زیادہ کرے کہ اسی طرح وہ خدمت دین کرتے رہین۔

واجرہم علی اللہ والسلام علی جمیع الاخوان من اہل الدین والایمان۔

# تبدیل سال

اڈیٹر اہلحدیث اپنی نوین سالگرہ مناتے ہوے مورخہ ۱۰ نومبر جلد ۹ مین لکھتے ہین مسلمانون کا آغاز سال تو محرم مین ماتم نے ایسا لزوم پیدا کیا ہے کہ شاہ معظم کی تخت نشینی کا دربار دہلی محرم کی وجہ سے بدل ہوگیا محرم چونکہ مسلمانون کا آغاز سال ہے جس مین ماتم اور غم گو اصل مین نہ تھا مگر آجکل لازم کیا گیا ہے تو مثل مشہور "سالیکہ نکو است از بہارش پیداست" کے مطابق ضروری ہے کہ مسلمانون کا تمام سال غم والم رونے اور پیٹنے مین گذرے اسلئے ہم مسلمانونکو عموماً اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہین کہ اگر اپنے سالانہ غم والم اور مصائب کا خاتمہ کرنا چاہتے ہو تو تین صورتون مین سے ایک ضرور کرنی ہوگی اول مثل مشہور سالیکہ نکو است از بہارش پیداست کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط ثابت کرو۔ دوئم محرم سے سنہ ہجری کا آغاز بدل دو بلکہ ربیع الاول سے کردو جو اصل ماہ ہجرت ہے تاکہ شروع سال مین غم والم نہو سوم اگر یہ دو تو نہین کر سکتے تو اس مہینہ مین رونا چیخنا اور بین وبکا کرنا چھوڑ دو پس اگر اپنی زندگی شادان وفرحان گذارنا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا تین صورتون مین سے تمکو ایک ضرور کرنی چاہیئے۔ اہل علم کو اختیار ہے کہ معقولیت سے اس مضمون پر قلم اوٹھائین مگر مدلل بدلائل شرعیہ بغیر دل آزاری اور حملہ آوری کے"

یہ ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کی اسلامی ہمدردی۔ جسمین پہلا صدمہ اونکو یہ پہونچا کہ تخت نشینی ملک معظم کی تاریخ جو پہلے یکم جنوری مطابق عاشور محرم ۱۳۳۰ھ تھی خود حضور معظم نے بخیال اہل اسلام۔ بلکہ اوس کیرکٹر سے جو خدا نے آپکو عنایت کیا جسپر اس قسم کے تمام نصاریٰ کی مدح خدا نے قرآن مین کی ہے۔ تبدیل فرمایا۔ لہذا ہم بھی کہتے ہین موتوا بغیظکم اپنے غیظ وغضب کی آتش مین خود جلو اور پھر یہ ہمدردی دکھلاتے ہین۔ کہ چاہتے ہین تمامی اہل اسلام کو سال بھر کے رنج وغم سے نجات دلائین مگر افسوس آخر مین ایسی شرط لگادی کہ سب آرزونکا اونکے خون ہوگیا کیونکہ فرماتے ہین ہم اس مضمون پر قلم اوٹھائین مگر مدلل بدلائل شرعیہ جسپر سب سے پہلے خود مولوی صاحب کی تحریر پر خیال ہوا کہ آیا یہ مدلل بدلیل شرعی ہے یا نہین کہ مقولون ما لا تفعلون کے مصداق نہون۔ تو ساری تحریر مین [illegible] شرعی [illegible] تو یہی سالیکہ نکو است از بہارش پیداست [illegible] کیجیے۔ [illegible] ساری تحریرون کی جان یہی اشعار ہوتے ہین جنکو وہ [illegible] نہایت شوق سے پیش کرتے ہین۔ جنکے نہ صرف اہل اسلام مدح خوان ہین۔ بلکہ آریہ بھی۔

مگر افسوس مولوی صاحب خود اپنی اس دلیل شرعی کو بھی ۱۵ مورخہ ۲۰ نومبر مین مقدوح کر چکے ہین کیونکہ انوار الصوفیہ لاہور سے یہ شعر پہلے عشق پیر ہے اور بعدہ عشق رسول ، بعدہ عشق حق اس قاعدہ کو تو نہ بھول ۔ نقل کر کے فرماتے ہین " اس شعر کے بعد راقم مضمون نے چند ایک صوفیون کے اشعار اس دعوی پر بطور شہادت نقل کئے ہین ہمارے خیال مین یہی ایک اصولی غلطی ہے کہ مسلمان ہو کر سند اور دلیل لاوین تو کلام اللہ اور کلام رسول کے علاوہ غیرون سے ۔ آہ مسلمانونکو یہ بات کب سمجھ مین آئیگی کہ امت مین حضرت ابوبکر صدیق سے لیکر آجتک سب کے سب ہم تابع فرمان ہین متبوعیت کی شان صرف ایک ذات والاصفات مین ہے جسکی شان مین وارد ہے ۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اسلئے مسلمانون کا فرض ہے کہ اپنے مذہبی دعوون مین قرآن وحدیث سے سند لایا کرین اور بس ۔ ہان بعد استدلال کے کسی بزرگ یا امام کے قول سے تقویت ملے تو بیشک لاوین صفحہ ۱۱ کالم ۱ اب سوال یہ ہے کہ یہ سب تقریر صرف انوار الصوفیہ ہی کے مقابلہ مین ہے یا آپ پر بھی اسکی پابندی لازم ہے ؟ کیونکہ آپنے تو تمام مسلمانونکا فرض بتایا ہے کہ اپنے مذہبی دعوون مین قرآن وحدیث سے سند لایا کرین " پھر یہان آپنے کون سی سند قرآن وحدیث سے پیش کی ہے براہ کرم ارشاد ہو ۔ اگر اسی شعر " سالیکہ نکواست از بہارش پیداست " کو آپ قرآن وحدیث کا درجہ دے رہے ہین ۔ تو انوار الصوفیہ کے اس قسم کے حدیث و قرآن کو کیون نہین مانتے ۔

اڈیٹر صاحب جنے حق نصیحت کر ادا کیا کہ عداوت اہلبیت طاہرین سے پرہیز کیجئے کیونکہ اسکا نتیجہ ہمیشہ کفر ہوتا ہے ۔ اگر آپنے ننانا اور آخرادسی گڈھے مین گرے جسمین انوار الصوفیہ کو گرانا چاہا تھا ۔ من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ ۔

ہان انوار الصوفیہ کا استدلال گو شعر ہی سے ہے مگر وہ شعر اونکے دعوی مین بوباو اضح ہے بخلاف آپکے شعر کے جسکو آپکے استدلال سے کوئی لگاؤ ہی نہین کیونکہ وہ تو لطف بہار سے تمام سال کے خوبی کا اندازہ لگا رہا ہے کہ جو سال عمدہ ہوتا ہے اوسکی عمدگی بہار سے اوسکی ظاہر ہے ۔

اس سے یہ کہان نکلا کہ مسلمانون کو اپنے ابتداے سال مین غم الم حسین نکرنا چاہیئے ۔ اگر ایسا ہو تو جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اوسپر بھی حکم لگایا جائیگا کہ اسکا دن ہمیشہ روتے کٹیگا کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے لڑکون کی صحت وسلامتی اور زندگی ۔ اسی رونے سے معلوم ہوتی ہے جو بوقت ولادت روتا ہے ۔ تو آپکا اگر

شاعرانہ کلیہ مانا جائے۔ تو یہ کلیہ غلط ہوتا ہے حالانکہ تمام عالم کا مدار اسی رونے پر ہے اطفال کے۔ رودن ہی گریہ و بکا وہ علامت فارقہ ہے جس سے انسان حیوانات سے ممیز ہوتا ہے۔ کیونکہ ہنسنا تو اکثر جانور مین پایا جاتا ہے مگر رونے والا جانور صرف انسان ہی ہے۔

افسوس آپکو عداوت امام حسین نے ایسا مجبور کر دیا کہ قرآنی یہ حکم بھی نہ یاد رہا فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون کہ چاہیئے کم ہنسین اور زیادہ روئین۔ بدلے مین اوسکے جو کرتے رہے ہین تو کیا آپکے خیال مین مسلمانون کو اسکی تعمیل ضروری نہین ہے۔

دیکھیے خداوند عالم ضحک کی مذمت کرتا ہے فلما جاءھم بآیاتنا اذا ھم منہا یضحکون (زخرف) جب وہ ہماری نشانیان لیکر اونکے پاس آئے تو وہ ہنسی کرنے لگے۔ کہیئے اس سے مذمت نکلی یا نہین۔ تعریف بکا مین فرماتا ہے ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا یعنی ٹھوڑیون کے بل وہ گر پڑتے ہین اور روتے جاتے ہین اور اس سے اون کی عاجزی زیادہ ہوتی ہے۔

کہیئے خدا کی ان دونون آیتون مین ضحک کو کفار سے اور بکا کو مومنین سے نہین منسوب کیا ہے۔ تو پھر بتایئے کثرت ضحک ممدوح ہے یا کثرت بکا۔

کیا آیہ کریمہ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق نے آپکو نہین بتایا کہ مومنین کی یہی شان ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جب وہ سنتے ہین اوس کتاب کو جو رسول پر نازل ہوئی۔ تو تو دیکھتا ہے اون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس سے کہ حق کو پہچان لیا۔

تو پھر کیونکر ممکن ہے کوئی مسلمان اس گریہ و بکا کو چھوڑ کر جو علامت ایمان ہے کثرت ضحک کا مرتکب ہو جسکو خدا نے کفار کی طرف منسوب کیا ہے اذا ھم منہا یضحکون

بلکہ مین کہتا ہون کہ قرآن ہمکو صاف صاف منع کرتا ہے اس سے کہ آمد سال نو پر یا کسی آنیوالی چیز پر خوش اور فرحناک ہون کیونکہ فرماتا ہے لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین (سورہ عنکبوت) زیادہ خوش نہ ہو کہ خدا زیادہ خوش ہونیوالون کو نہین دوست رکھتا +

لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتیکم حدید

جو فوت ہو گیا اسکا غم نہ کھاؤ اور جو تمکو اوس نے دیا ہے اسپر خوش نہ ہوا کرو

ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون (سورہ مومن)

یعنی یہ بدلا ہے کہ تم ناحق زمین مین ہنستے تھے اور اسکی سزا ہے کہ تم اتراتے تھے۔

اگر اڈیٹر صاحب آیات قرآنی و احادیث کو دلائل شرعیہ سے مانتے ہونگے۔ تو اسپر ایمان لائینگے کہ خداوند عالم عام طور سے حزن و بکا کو مومنین سے زیادہ پسند کیا ہے بہ نسبت فرح و سرور کے پھر کیونکر کوئی مسلمان اسکے خلاف خواہش کرسکتا ہے۔

دیکھیے سورہ حدید مین خدا فرماتا ہے الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون۔

کیا مومنون کے لیئے ابھی وہ وقت نہین آیا کہ دل اونکے نرم ہون ذکر خدا سے اور اوس سے جو نازل ہوا حق سے اور مثل اون لوگون کے نہون جنکو کتاب دی گئی پہلے پس جب زمانہ زیادہ گذر گیا تو دل اونکے سخت ہوگئے اور اکثر اون کے فاسق ہین۔

تو کیا یہی سوال جو خدا نے صحابہ سے کیا تھا ہم الحدیث سے نہین کرسکتے جو سال کیلئے نکو است از نہایت پیدا است کی بنیاد پر شروع سال مین خوشی کرنے کو لازم قرار دیتے ہین۔

دیکھیے تفسیر در منثور سیوطی مین ہے جلد ۶ ص ۱۷ اخرج ابن مردویہ عن انس لا اعلمہ الا مرفوعاً الی النبیؐ قال استبطاء قلوب المھاجرین بعد سبع عشرۃ من نزول القران فانزل اللہ الم یان۔

(۲) اخرج ابن مردویہ عن عائشہ قالت خرج رسول اللہؐ علی نفر من اصحابہ فی المسجد وھم یضحکون فسحب رداءہ محمرا وجہہ فقال اتضحکون ولم یاتکم امان من ربکم بانہ قد غفر لکم وقد انزل علی من ضحککم الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ قالوا یا رسول اللہؐ فما کفارۃ ذلک قال تبکون قدر ما ضحکتم

(۳) ان اصحاب النبیؐ ظھر منھم المزاح والضحک فنزلت الم یان للذین امنوا۔

(۱) یعنی انس سے روایت ہے جو مرفوع ہے کہ حضرت نے فرمایا قرآن کے نزول کے سترہ برس بعد عتاب کیا مہاجرین پر۔

(۲) عائشہ لکھتی ہین کہ رسول اللہ ایک روز جانب مسجد تشریف لیگئے تو دیکھا صحابہ ہنس رہے ہین حضرت یہ دیکھکر ردا کھینچتے ہوے اس حالت مین کہ چہرہ آپکا سرخ تھا صحابہ کی طرف بڑہے اور فرمایا کتم ہنستے ہو حالانکہ ابھی تک خدا کی طرف سے تمکو امان نہین ملا ہے کہ اوس نے بخشدیا۔ ابھی تمھارے ہنسنے کے بارہمین یہ آیا ہے الم یأن للذین امنوا تو صحابہ نے کہا پھر اسکا کیا کفارہ ہے حضرت نے فرمایا جسقدر ہنسے ہو اوسقدر رو و۔

(۳) اصحاب نبی سے مزاح اور ہنسی ظاہر ہوئی تو یہ آیہ نازل ہوا۔

اڈیٹر صاحب آپ تو یہ کہتے ہین "اگر اپنی زندگی شادان و فرحان گذارنا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا تین صورتون سے ایک تمکو ضروری ہے"۔ مگر خدا و رسول کو صحابہ کی ذرا سی ہنسی بھی پسند نہ آئی جسپر یہ آیہ نازل کیا۔ تو اب مدۃ العمر کی شادی و فرحت کا کیسے ٹھیکہ لے سکتے ہین۔ حالانکہ خداوند عالم اس زندگی کے بارہمین اس سورہ حدید مین فرماتا ہے۔

اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور

جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل۔ تماشا۔ زینت۔ اور آپسمین فخر کرنا ہے اور زیادتی مال و اولاد کی خواہش۔ اسکی مثال اوس پانی سی ہے جسکی گھاس کافرونکو خوش کرتی ہے پھر خوب زور کرتی ہے پھر تو اوسکو زرد دیکھتا ہے (پختہ ہوکر) پھر چورا چور ہو جاتی ہے۔ اور آخرت مین عذاب شدید ہے (کافرون کیلئے) اور مغفرت و رضوان ہے (مومنین کیلئے) اور زندگی دنیا تو متاع غرور ہے۔

پھر آپ کیون ناحق مسلمانون کو ایسی تعلیم دیتے ہین جو تعلیم خدا و رسول کے خلاف ہے کیونکہ خدا تو مسلمانونکو حکم دیتا ہے وہ زندگانی دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھین۔ خوف الٰہی مین بسر کرین بجاے فرحت و شادی خوف خدا سے گریان و نالان رہین۔ اور آپ کہتے ہین کہ اپنی زندگی کو شادان و فرحان رکھو۔ تو اسکی تعمیل اوس سے ممکن ہے جو حکم خدا و رسول کو بالاے طاق رکھکر آپکو مثل مرزائیونکی پیغمبر مانے حالانکہ ابھی آپنے پھر بھی دعوی نبوت کبھی نہین کیا ہے۔

آپ فرماتے ہین "محرم چونکہ مسلمانونکا آغاز سال ہے" مگر یہ نلکھا کس دلیل سے خداوند عالم

فرماتا ہے انّ عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم ذلک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔
یعنی گنتی مہینوں کی خدا کی کتاب میں روز خلقت آسمان و زمین سے بارہ مہینے ہے جس سے چار ماہ حرام ہیں۔ اور یہ دین قیم ہے تو اسمیں اپنی نفسوں پر ظلم نہ کرو۔ اور قتال کرو مشرکین سے کافۃً جیسا کہ وہ تم سے مقاتلہ کرتے ہیں کافۃ اور خدا متقیوں کے ساتھ ہے۔
تفسیر کبیر میں ہے اعلم انّ ھذا شرح النوع الثالث من قبائح الیھود والنصاری والمشرکین وھو اقدامھم علی السعی فی تغییرھم احکام اللہ ص ۶۳۳ جلد ۳
یعنی اس آیہ میں خدا نے یہود و نصاری و مشرکین کی تیسری قسم کو قبایح اعمال سے بیان کرنا شروع کیا ہے کہ اونہوں نے احکام خدا کے بدلنے کی کوشش کی پھر لکھتے ہیں ان مذھب العرب من الزمان الاول ان تکون السنۃ قمریۃ لا شمسیۃ وھذا الحکم توارثوہ عن ابراھیم واسمعیل علیھم الصلوۃ والسلام یعنی مذہب عرب قدیم سے یہ تھا کہ حساب سنہ قمری ہو نہ شمسی۔ یہ حکم بطور میراث اونہوں نے لیا تھا حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے۔
تو آپنے جو مسلمانوں کو صلاح دی کہ سال کو بدل ڈالیں تو گویا اونہیں یہود کی پیروی کی جن کی مذمت خدا نے بیان کی ہے۔

لکھتے ہیں "غم اصل میں نہ تھا"، مگر نہ معلوم اس اصل سے کیا مراد ہے۔ اصل فطرت تو غلط ہے۔ اصل دین۔ تو دین اسلام کی ابتدا رسول اللہ صؐ سے ہے اور رسول اللہ صؐ کا غم کرنا امام حسینؑ کی مصیبت میں بحالت حیات و ممات دونوں مشکوۃ شریف سے مذکور ہو چکا۔
پھر نہ معلوم آپکی اصل کیا ہے جسپر غور و فکر کیا جائے۔ کیونکہ آیہ وفدیناہ بذبح عظیم میں مراد ذبح عظیم سے شہادت امام حسینؑ ہے جسکی خبر خدا نے حضرت ابراہیم کو دی تھی اور او نہوں نے غم کیا تھا جیسا کہ روایات مشہورہ شیعہ میں ہے۔
اور آجتک توراۃ میں اسی روز غم کرنے کا حکم موجود ہے کہ جو اس روز غم نہ کریگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا
پھر نہ معلوم کہاں سے آپنے یہ ایجاد کیا "کہ غم اصل میں نہ تھا" کیونکہ غم کرنا حضرت ابراہیمؑ بلکہ سائر انبیا

کا اس مصیبت مین مسلمات سے ہے۔

ہان اگر یہ مقصود ہو کہ اوس زمانہ مین اس طرح سے غم نہین ہوتا تھا جو آج رائج ہے۔ تو ممکن ہے کیونکہ اوسوقت تک یہ واقعہ پیش نہین آیا تھا۔

مگر خوشی کرنا ابتداے سال مین تو آپ کہین سے بھی نہین دکھا سکتے بخلاف غم کرنیکے کہ اسکا توراۃ مین حکم موجود ہے اور رسول کی نسبت یہ حکم قرآن مین موجود ہے فبہداہم اقتدہ کہ اونکی ہدایت کی تم بھی اقتدا کرو۔

بہرحال آپکا اول اصول مسالیکہ نکواست از بہارش پیداست کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط ثابت کرو۔ بقیناً غلط ثابت ہوچکا کہ یہ ایک مقولہ شاعرہے جسکی کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہین۔ بلکہ بخلاف اسکے غم کرنیکا حکم موجود ہے۔

رہا یہ کہ دوسرا محرم سے سنہ ہجری کا آغاز بدل دو۔ بلکہ ربیع الاول سے کرو جو اصل ماہ ہجرت ہے تاکہ شروع سال مین غم والم نہو۔"

تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ تاریخ طبری مین ہے ان ابن عباس کان یقول فی والفجر ولیال عشر قال الفجر ھو المحرم فجر السنۃ ص۲۵۳

کہ ابن عباس تفسیر والفجر ولیال عشر مین فرماتے کہ مراد اس فجر سے۔ فجر محرم ہے جو ابتداے سال کی فجر ہے۔ تو پھر آپ کون ہوتے ہین جو اوسکے تبدیلی کی راے دیتے ہین۔

اگر قول خدا نہ مانیے۔ تو صحابہ کا اجماع دیکھیے۔ ثم اجمعوا علی الہجرۃ ثم قالوا فای الشہور نبتدء فقالوا رمضان ثم قالوا المحرم فھو منصرف الناس من حجھم وھو شہر حرام فاجمعوا علی المحرم ص۲۵۲

یعنی جب اسمین اختلاف ہوا کہ کس روز سے تاریخ کی ابتدا کی جاے تو سب نے ہجرت پر اجماع کیا جب مہینہ کے بارہ مین اختلاف ہوا تو کہا رمضان سے شروع کرین پھر کہا محرم سے کہ وہ ماہ حرام ہے اور لوگ حج سے لوٹ آتے ہین۔ تو سب نے محرم پر اجماع کیا۔

پس اگر آپکے نزدیک اجماع کا توڑنا جائز ہے تو براہ کرم اوس اجماع کو توڑ دیجیے جس سے دنیا مین یہ سب فساد پھیلا کیونکہ نص رسول تو خلافت جناب امیر پر اول روز اعلان نبوت کو ہوچکا

تھا جسکا آپنے بھی اقرار کیا۔ اوس نص کو کس نے توڑا اسی اجماع تے تو اگر اوس اجماع کو آپ شکست دین تو دنیا پر احسان کرینگے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب کا دیباے علم اسقدر زخار ہے کہ وہ تفسیر کبیر کا دیکھنا بھی نہین گوارا کرتے جسمین صاف طور پر مرقوم ہے الثالث المراد فجر المحرم اقسم به لانه اول يوم من كل سنة وعند ذلك يحدث امور كثيرة مما يتكرر بالسنين كالحج والصوم والزكوة واستيفاء الحساب شهور الاهلة وفى الخبران اعظم الشهور عند الله المحرم وعن ابن عباس انه قال فجر السنة هو المحرم فجعل جملة المحرم فجرا ص۱۶۵ جلد ۸

یعنی یہ کہ تیسری یہ کہ مراد اس سے فجر محرم ہے جسکی قسم خدا نے اسوجہ سے کھائی کہ وہ سنہ کا پہلا روز ہے اسمین بہت سے امور حادث ہوتے ہیں جو ہر سال مکرر ہوا کرتے ہین مثل حج۔ صوم۔ زکوۃ کے اور بنا ے حساب ہونیکے مطابق ماہ قمری۔ اور حدیث مین ہے کہ اعظم شہور خدا کے نزدیک محرم ہے اور ابن عباس سے ہے کہ یہ سال کی پہلی صبح ہے لہذا جملہ محرم کو فجر قرار دیا۔

پس جس مہینہ کی یہ عظمت ہو کہ خدا اوسکے صبح کی قسم کھائے۔ کیا اڈیٹر صاحب اوسکو بدلینگے؟ اور اوسکی جگہ ربیع الاول کو قرار دینگے؟ حالانکہ وہ مہینہ بھی مطابق روایات اہلسنت غم کا مہینہ ہے کیونکہ حضرتؐ کی وفات اس مہینہ مین ہوئی۔

مگر کہئے کہ ہان وہ اہلسنت کیلئے ماہ عید ہے کیونکہ رسولؐ نے انتقال کیا اور خلافت ابوبکر کو ملی۔ تو بہتر ہے عید الشجاع سے شروع کیجیے۔

تیسری فرمایش آپکی یہ ہے اگر یہ دو نو نہین کر سکتے تو اس مہینہ مین رونا چیخنا بین و بکا کرنا چھوڑ دو یہی آپکی جان کی تان ہے۔ مگر افسوس کوئی سنی بھی اسکو نہین مان سکتا بجز خوارج جنہین پہلا نام مبارک بھولا کا ملیگا۔ کیونکہ گو آپنے ۶ پیسہ کے حساب سے لاکھون کا اشتہار فروخت کیا۔ مگر ابھی کرورون مسلمان ایسے ہین جنکو مشکوۃ شریف کی وہ حدیثین یاد ہین کہ حضرت ام سلمہ اور ابن عباس نے رسول اللہؐ کو روز عاشورا غم امام حسینؑ مین نالان و گریان دیکھا کہ تمام سر و چہرہ گرد آلودہ ہے ص۱۳۵

پھر کیونکر کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے کہ اس روز غم نہ کرے اور مصیبت امام حسینؑ مین نوحہ و بکا نہ کرے جبکہ یہ دو دو بناے نہ حدیثین اوٹھی ہین نہ یہ کتابین ضائع ہوئین۔ اور تحقیق صوم عاشورا نے

تو آپکا وہ قلع قمع کیا کہ اگر حیا ہوگی تو قیامت تک سر نہ اوٹھا ئینگے۔

یہ رسالہ تحقیق صوم عاشورا تمام شائقین تحقیق کو دفتر اصلاح سے مفت ملتا ہے۔

دیکھیے اڈیٹر الحدیث اس مضمون کو بھی اپنے اخبار مین جگہ دیتے ہین یا نہین حالانکہ اونکی فرمایش پر لکھا گیا ہے اس مضمون پر قلم اوٹھا ئین مگر مدلل بدلائل شرعیہ جسکی پوری تعمیل کی گئی۔ آیات قرآنی و احادیث کے سوا ایک شعر سے بھی نہین کام لیا گیا ہے۔ واللہ بالغ امرہ

## مسافر اور مسلمان اور شہادت کربلا

اخبار مسافر سے تو ناظرین اصلاح واقف ہین کہ آریون کا مشہور اخبار ہے جو صرف وا ہیونکی بیجا سخت کلامیون سے تنگ آکر اسلام پر ایسا سخت حملہ کرتا ہے کہ پناہ بخدا۔ مگر ہمارا فرض بفاد ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یہی کہ اسکو سمجھائین اور راہ راست پر لائین نہ کہ بیہودہ گوئی اور دل غلط کرین۔

ہماری غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ دیکھیے ایک مخالف اسلام جناب امام حسینؑ کی نسبت مخالفانہ تقریر مین بھی کیا لکھ رہا ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر مسلمان جو عام مسلمانون کے از خود وکیل بن رہے ہین کیسی ہمدردی اسلام دکھا رہے ہین۔

مسافر مورخہ ۲۳ مارچ مین پنڈت لیکھرام کی ہمت اور دلیری سے جان دینے کیلئے ایک تمہید اوٹھاتا ہے جسمین پلیگ اور ڈاکوون کے حملے کا ذکر کرکے کہ اوسوقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے لکھتے ہین "دیا جاتی ہے کہ وہ مسیح جو ساری عمر اپنے آپکو خدا کا خاص و اکلوتا بیٹا ہی جانتا اور مانتا رہا اور جو زندگی بھر اپنے آپکو دنیا کا واحد المالک تصور کرتا رہا آخر جب سولی چڑھایا جانے لگا تو کسطرح چلا چلا کر کہتا ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتنی"

یعنی اے خدا تو نے مجھے کس لئے چھوڑ دیا اے خدا یہ زہر کا پیالہ مجھسے دور کر دے اور مجھے آزمایش مین نہ ڈال۔

مسلمان اسکے جواب مین لکھتا ہے "حضرت مسیح کی بابت عیسائی جواب دینگے جنکی کتاب سے موت کا ثبوت پیش ہے"

اصلاح لیکن نہ معلوم یہ کونسا ایمان ہے کہ حضرت عیسٰیؑ پر جو الزام آئے وہ عیسائیونکے حوالہ کیا جائے۔ حالانکہ ہر نبی صادق پر ایمان لانا مسلمانون کا فرض ہے اور اونکی حمایت لازم لا نفرق بین احد من رسلہ

یہ سب واقعات انجیل سے لئے گئے ہین جسکو تمامی اہل اسلام بلکہ اہل کتاب بھی محرف اور غیر صلی مانتے ہین پھر اوسپر ایمان لانا کب جائز ہے۔ واقعات حضرت عیسیٰ کتب اہل اسلام مین ملاحظہ ہو حیات القلوب مین ہو بسند حسن از امام محمد باقرؑ منقول ست کہ عیسیٰ وعدہ کرد اصحاب خود را در شبے کہ خدا اور با آسمان برد و ہمہ در وقت شام نزد آنحضرت حاضر شدند و ایشان دوازدہ نفر بودند پس ایشان را داخل خانہ کرد چشمہ در گوشہ آنخانہ بود دران چشمہ غسل کرد و بسوے ایشان بیرون آمد و آب از سرش میریخت وگفت خدا وحی کردہ است بمن کہ مرا درین ساعت بآسمان بر دو از لوث یہود پاک گرداند کسے درمیان شما قبول میکند کہ شبیہ و مثال من بما و افتد و شباہت من اورا بکشند و در قیامت با من باشد و در درجہ من در بہشت پس جوانے درمیان ایشان گفت کہ من میکنم اے روح اللہ عیسیٰ فرمود کو تو خواہی کرد پس عیسیٰ فرمود کہ یکے از شما کافر خواہد شد بمن پیش از صبح دوازدہ مرتبہ پس یکے از ایشان گفت کہ من نیستم عیسیٰ فرمود کہ اگر تو اینرا در نفس خود می یابی تو آن خواہی بود پس عیسیٰ گفت کہ بعد از من سہ فرقہ خواہید شد دو فرقہ بر خدا افترا خواہند کرد و بجہنم خواہند رفت و یکفرقہ کہ تابع شمعون وصی من خواہند شد بر خدا افترا نخواہند کرد و داخل بہشت خواہند شد پس خدا عیسیٰ را از گوشہ خانہ بآسمان برد و ایشان میدیدند۔ باب ۲۵ مطبوعہ ایران

دیکھیے کس سکون نفس و آرام نفس سے حضرت عیسیٰ غسل کرتے ہین اور قوم کو وعظ و پند فرماتے ہین اپنا وصی مقرر کرتے ہین اپنے تابعین کی حالت کو بتلاتے ہین۔ ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا "مسیح موت کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرسکا" کس درجہ لغو ہے۔ مگر اسمین مسافر کا قصور نہین کیونکہ اوس نے تو جو کچھ لکھا ہے انجیل محرف کے بیان پر جسمین یہ سب کچھ ہے۔

انجیل نے صرف یہی نہین کہا بلکہ وہ پوری تحریر کا ذمہ دار ہے حالانکہ نہ حضرت عیسیٰ کبھی اسکے مدعی ہوے کہ ہم خدا کے بیٹے ہین نہ یہ کہا کہ ہم دنیا کے مالک ہین بلکہ وہ تو صرف توحید خدا کے حامی تھے اور اپنی رسالت و پیغمبری کے مدعی جسمین کسی مسلمان کو شک نہین۔

تو اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائین کہ آپنے جو حضرت عیسیٰ کی نسبت مسافر کے کل اعتراضات کو قبول کرکے عیسائیون کے حوالہ کیا۔ تو کیا اس سے آپ مسلمان رہے؟

پھر مسافر لکھتا ہے "اسی طرح محمد صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ مرتے وقت آنحضرت اتنا روئے اتنا روئے کہ

آجتک دنیا مین اتنا کوئی نہ رویا ہوگا۔ گو محمد صاحب سے جان کی قربانی نہین طلب ہوئی تھی۔ اور نہ کسی انسان نے ان کی جان لی بلکہ آپ قدرتی موت مرے۔ لیکن تاہم یہ غور کا مقام ہے کہ حضرت محمد جیسا اولوالعزم وباہمت آدمی بھی معمولی موت کے مقابلہ مین کتنی کمزوری ظاہر کرتا ہے"

اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہین ۔

**مسلمان** ۔ افسوس ایسی غلط بیانیون پر ہم وہ آیت بھی نہین پڑہ سکتے جس مین جھوٹون کی سزا لعنت ہے اسلئے کہ لعنت کا اثر بھی وہان ہی کچھ ہو سکتا ہے جہان پہلے سے محل خالی ہو۔ اور جس جگہ بہت سی جمع ہون اوس جگہ وہ کیا کر سکتی ہے تاہم ہم اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتے کہ اگر مسافر اس دعوی کا ثبوت ہمیں کسی معتبر اسلامی کتاب مین دکھا دے تو ہم اپنے جملہ مطالبات کا دعوی اوپر سے اوٹھا لینگے"

او مسافر! تیرا مذہب ہے کہ پیشور کوئی گناہ نہین بخش سکتا پھر تو کیون ایسی دلیری سے جھوٹ بولتا ہے تمہین خدا سے نہین مخلوق سے تو شرم چاہیئے ؎

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلقِ خدا غائبانہ کیا

حضرت مسیح کی بابت عیسائی جواب دینگے جنکی کتابون سے موت کا ثبوت پیش ہے۔ ہان ہم آن حضرت علیہ السلام کے انتقال کی صحیح روایات سناتے ہین۔ پس سنو!

شمائل ترمذی مین آنحضرت کی وفات یون مذکور ہے:۔

جب آپ پر بیماری سے غشی ہوئی ذرہ سا ہوش آتا تو فرماتے نماز کا وقت آگیا؟ حاضرین عرض کرتے ہان حضرت۔ تو فرماتے بلال کو کہو اذان دے۔ اور ابوبکر کو کہتے کہ جماعت کرائے اور آپ دعا کرتے اللھم اعنی علی سکرات الموت خداوندا! موت کی سختی مین میری مدد کیجو۔ کبھی پڑہتے اللھم بالملاء الاعلی خداوندا! مین اعلیٰ جماعت سے ملنا چاہتا ہون۔ کبھی آپ روئے نہ چلائے کسی صحیح روایت مین نہین۔ مسافر کی کسی پوتھی مین یہ روایت ہو تو عجب نہین"

**اصلاح** مسافر کا جواب تو بعد کو دیا جائیگا مگر افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کیا ہو گیا ہے جو ہر جگہ جھوٹ بولنے کو طیار ہو جاتے ہین حالانکہ انجمن صادقین کے ممبر یا بانی ہین جسپر فخر کیا کرتے ہین معلوم ہوتا ہے ان کی اصطلاح مین جھوٹ کا نام سچ ہے جبھی حضرت ابوبکر و عائشہ کو صدیق و صدیقہ کا خطاب دیا ہے۔

مساخر کا یہ اعتراض میں گفرت نہیں ہو بلکہ آپکی صدیقہ کی مہربانی ہے جنہوں نے کوئی دقیقہ توہین شان رسالت کا اوٹھا نہیں رکھا۔ دیکھئے مدارج النبوۃ میں ہے "در روایتے از عائشہ آمدہ کہ گفت ندیدم من ہیچ احدی را کہ مرض وی صعب تر باشد از مرض پیغمبر صلعم ۵۹۵"

پھر لکھتے ہیں از عائشہ صدیقہ می آرند کہ گفت من رشک می بردم بر کسیکہ باسانی می میرد بعد از آنکہ از شدت موت آنحضرت دیدم دانستم کہ بشدت مردن بہتر است زیرا کہ اگر بہ آسانی مردن بہتر بودے حق تعالیٰ برائے حبیب خود آنرا اختیار کردے وایں مسکین را از صدیقہ این سخن گران می آمد چہ شدتے کہ بر آنحضرت بود کدام بود ہمین بود کہ آبے از قدح نہادہ بودہ دست مبارک در آن می کردو روے مبارک را مسح میکرد و تغیرے در رنگ رخسار شریف راہ می یافت و عرقے بر روے مبارک می نشست این چہ شدہ است صلعم ۵ مدارج النبوۃ

اسکو مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوا کہ مساخر کا اعتراض آپکی عائشہ صدیقہ کی بدولت پیدا ہوا جو حضرت کی رحلت کو ان لفظوں سے بیان کرتی ہیں کہ دوسرونکے باسانی مرنے سے انکو رشک ہوتا کہ کیوں رسول اللہ مرنے اس سختی سے انتقال کیا۔

یہ بیان عائشہ ایسا تھا کہ آخر شیخ عبد الحق دہلوی کو بھی اوسپر ضبط نہو سکا اور شکایت کر بیٹھے کہ از صدیقہ این سخن گران می آید" تو اگر مسافر نے باوصف مخالفت اسلام یہ لکھا تو آپ کیوں غصہ ہوتے ہیں اصل مایہ فساد کو دفع کیجئے تو سب درست ہو۔

مولوی صاحب حضرت کے رونے سے انکار کرتے ہیں "نہ کبھی آپ روئے نہ چلائے" مگر خود مدارج النبوۃ میں ہے "آنگاہ با فاطمہ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن و حسین را علیہم التحیۃ والرضوان پیش آنحضرت آورد چون او را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند و چنان گریہ وزاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را ببوسید و در باب تعظیم و احترام و محبت ایشان صحابہ و تمام امت را وصیت فرمود و در روایتے آمدہ کہ آنجا کہ بر در حجرہ بود ہمہ بگریستند چون آواز گریہ ایشان بگوش مبارک رسید آنحضرت نیز بگریست حضرت ام سلمہ گفت یا رسول اللہ از گناہان گذشتہ و آیندہ تو مغفور گشتہ تو چہ گریہ میکنی فرمود گریہ من برائے رحم و شفقت بر امت است کہ آیا بعد از من حال ایشان بکجا خواہد رسید ۵ صلعم

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے قریب رحلت گریہ فرمایا ہے روئے ہین مگر نہ بخیال موت بلکہ بخیال امت کہ ہمارے بعد کس طرح تباہ ہوگی۔ اسیوجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب اصل گریہ سے انکار کرتے ہین کہ اس سے انکے خلفا کا پردہ فاش ہوتا ہے جنکے ظلم و ستم کا خیال کر کے حضرت اوسوقت روئے تھے جس روز حضرت بیمار ہوئے ہین اوس شبکو نصف شب کے بعد حضرت زیارت قبور اہل بقیع کے لئے تشریف لیگئے ہین تو آپنے اپنے زمانہ مابعد کی حالت اس طرح فرمائی ہے سلام بر شما اے اہل قبور باد بان نعمت و حالت کہ صبح کردید و ہستند در آن و دور آید از فتنہا کہ ہستند مردم در آن و نجات دادہ و خلاص کردانید است خدا تعالی شمارا از ان بتحقیق روے آوردہ است بمردم فتنہا ہمچو قطعہائے شب تاریک متصل آخر آن باول آن و در پے می آید آخر آن فتنہا بدتر است از اول صفحہ ۶۹۳ مدارج النبوۃ۔

جس سے حضرت کا کس درجہ غم و اندوہ معلوم ہوا اپنے اصحاب و امت کے حالات سے جو آپکے بعد کرنے والے تھے کہ وہ سب باتین حضرت کے پیش نظر تھین اور دیکھ رہے تھے کہ کیا ہونیوالا ہے

اسی شب کا واقعہ ہے کہ حضرت تو بحکم خدا و داع اہل قبور بقیع کو جا رہے ہین کیونکہ معلوم ہو چکا تھا آج سے وہ مرض شروع ہوگا جسمین اٹھائے جاؤ گے پردہ کر رہیگا مگر بی بی عائشہ حضرت کے اس نصف شب کے وقت تشریف لیجانیکے بارے مین لکھتی ہین از عائشہ آمدہ کہ گفت بر آمد پیغمبر خدا از خانہ من و من نیز از عقب آن حضرت بر آمدم از جہت غیرت کہ مبادا در خانہ یکے از نسائے خود در آید تا آن حضرت بہ بقیع رسید صفحہ ۶۹۲

کہیئے کیا ایمان حضرت عائشہ نے کہ اتنا عرصہ گذر چکا اور اس کا بھی دعوی ہے کہ ہمسے بڑھکر حضرت کسیکو نہین چاہتے تھے مگر جب بستر خواب سے اوٹھکر حضرت گئے ہین تو عائشہ بھی پیچھے پیچھے چلی ہین کہ کہین کسی دوسری بی بی کے یہان نہ چلے جائین پھر کیونکر ممکن تھا کہ حضرت ان لوگون کے خیالات وحالات سے بیخبر ہون کہ جب ایسے امر مین بھی حضرت کو امین و عادل نہ سمجھا خائن تصور کرتی ہین تو اور کس امر مین حضرت کے ایمان لا سکتی ہین۔

حضرت جب بقیع سے تشریف لائے ہین اور درد سر عارض ہوا حضرت نے اوسکی شکایت بیان کی تو بی بی عائشہ نے بھی حضرت کے چھیڑنے کو کہا کہ ہائے میرا درد سر جسپر حضرت نے فرمایا جسے

زبان کند ترا اے عائشہ کہ پیش از من از عالم بروی و من التیتم بر سر تو و قیام می نمایم بامر تو و تجہیز و تکفین بکنم ترا و نماز میگذارم بر تو و دفن بکنم ترا و استغفار و دعا ترا پس عائشہ نیز مزاح غیرت امر آن حضرت گفت کہ شما دوست میدارید موت مرا اگر واقع شود موت من در آخر ہمان روز با زن دیگر در خانہ من عروسی کنی ص۹۴ مدارج النبوۃ

حضرت کے اس حسرت آمیز کلام کو خیال فرمائیے کہ نظر بحالات آئندہ فرماتے ہین کہ اے عائشہ آمین کیا مضائقہ ہے تو ہمارے سامنے مرجائے اور ہم دفن و کفن کرین۔ اوسکا جواب عائشہ دیتی ہین کہ آپ چاہتے ہین کہ ہم مرجائین اور آپ اوسی روز ہمارے ہی گھر مین دوسری عورت لائین۔

حالانکہ ہندوستانی عورتون کی تمامتر یہی تمنا ہوتی ہے کہ ہم اپنے شوہر کے سامنے مرجاتے کہ وہ ہمکو دفن و کفن کرتا جسکو وہ اپنی کمال خوش قسمتی سمجھتی ہین۔ مگر عائشہ ہین جو حضرت کا اس طرح جواب دیرہی ہین ان حالات کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت کو اپنے مابعد کے حالات نہ معلوم تھے اور اوس سے حضرت کو حزن و غم نہ تھا یا اوسکے تصور سے گریہ نہ فرماتے ہون جو اس شوخ چشمی سے اڈیٹر صاحب انکار کررہے ہین کہ حضرت کبھی نہ روئے"

مسافر کا جواب تو یہ ہے کہ جو لوگ انبیا خدا ہوتے ہین وہ ہمیشہ خوف الٰہی سے روتے رہتے ہین کیونکہ جب وہ عظمت خداوند عالم کا تصور کرتے ہین تو بدن بدا و نکا لرزتا رہتا ہے۔ نہ خوف جان سے۔

دیکھو جب حضرت کو پیام اجل آیا ہے تو کس طرح خبر دیتے ہین پرسیدند صحابہ از آن حضرت کہ کے میرسد اجل تو یا رسول اللہ صلعم فرمود نزدیک رسیدہ است برگشتن بسوی خدا و جنت الماوی سدرۃ المنتہی و رفیق اعلی وکاس ادنی وعیش گوارا ص۹۲ مدارج النبوۃ

پھر اوسمین ہے کہ چون نازل شد اذا جاء نصر اللہ والفتح خواند آنحضرت فاطمہ را و فرمود خبر موت دادہ شدہ ام من پس بگریست فاطمہ پس فرمود آنحضرت گریہ مکن تو اول اہل بیت منی کہ خواہی پیوست بمن پس خندہ کرد فاطمہ ص۹۱

کہیے حضرت کو کیسی خوشی ہوئی ہے اس خبر سے کہ سب سے پہلے اپنی پیاری بیٹی کو اسکی خبر دی کیونکہ عام قاعدہ ہے جو بات خوشی کی حاصل ہوتی ہے اوس سے سب سے پہلے اپنے خاص عزیز کو خبر دیتے ہین۔ اسیلیے حضرت نے اس خبر کو جناب سیدہ کے کان مین کہا مگر وہ کونسی بیٹی ہو سکتی ہے

جو اس خبر کو سنے اور دوبچہ بر رسلے لہذا بے اختیار جناب سیدہ رونیں حضرت نے تب پھر کان مین عزادار تم نہ کہا کہ تو سب سے پہلے ہمسے ملیگی جب جناب سیدہ ہنس پڑین۔

اس سے تو نہ صرف رسول اللہ کا پیام اجل سے خوش اور مسرور ہونا معلوم ہوا بلکہ آپکی دختر نیک اختر جناب سیدہ کا بھی کس درجہ مسرور ہونا ظاہر ہوا کہ خبر موت سنتے ہی ہنس پڑین۔

کیا ہے کوئی دنیا مین جو اسکی نظیر دکھا سکے بجز اس خاندان رسالت کے جسنے اس موت کو ذریعہ لقاء الہی سمجھا اور ہمیشہ اس سے وہ مسرت ہوتی کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا۔

اس واقعہ سے اور واقعہ عائشہ سے جو پہلے مذکور ہوا دونون کے ایمان اور معرفت اور محبت رسول مین تفرقہ بھی کرسکتے ہین کہ جب حضرت نے عائشہ سے کہا ہے کہ اگر تو ہمارے سامنے مرجاتی تو کیسا اچھا ہوتا کیسا جلا کٹا فقرہ کہا۔ حالانکہ حضرت نے نہ خبر موت دی تھی نہ اوسکی اطلاع مگر عائشہ کو اسدرجہ ناگوار ہوا بخلاف اسکے جب جناب سیدہ کو خبر دی کہ تم سب سے پہلے ہمسے ملوگی تو کیسی آپکو خوشی ہوئی کہ ہنس پڑین۔

یہ باتین جو بصیغہ رازداری باپ بیٹی مین ہوین اوس نے عائشہ کو ایسا بیچین کردیا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

عائشہ گوید با فاطمہ گفتم ہیچ گریہ را خندہ وہیچ غم را بشادی مقارن ومتصل ندیدہ ام چنانکہ امروز دیدم سبب این چیست فاطمہ فرمود این سریست میان من ورسول خدا فاش نتوانم کرد۔ پس فاطمہ آن سر را فاش نکرد تا آنحضرت از دنیا نقل کرد صفحہ ۴۹۷

اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ کیسا راز تھا کہ صیغہ رازداری مین رکھا گیا اور بعد رحلت آنحضرت جناب سیدہ نے اسکو بیان کیا۔

بہرحال حضرت کو اس خبر انتقال سے جو خوشی ہوئی ہے اوسکا احاطہ تو دشوار ہے مگر ایک روایت اور سن لیجیے جو آخری حصہ ہے اوسی روایت کا کہ حضرت اہل قبور بقیع کی زیارت کو تشریف لیگئے ہین تو آپنے موہبہ سے فرمایا جو ساتھ گیا تھا۔

اے موہبہ مفاتیح خزائن دنیا بر من عرض کردہ اند ومرا مخیر ساختہ اند میان آنکہ باقی ومخلد باشم در دنیا تا حصول درجات ومراتب در جنت ومیان لقاء پروردگار رسا رعت بدان من ہمان لقاء پروردگار را اختیار

کردم موبہ میگوید گفتم یا رسول اللہ اختیار کن جنگاہ بودن در دنیا بعد ازان بہشت رو تا از دولت تو باہم باشیم فرمود لا یا موبہ من لقاء پروردگار خود را اختیار کردم و در روایت آمدہ کہ بعد ازان روئے مبارک باصحاب آورد کہ حاضر بودند و گفت ایشان یعنی گذشتگان بہتر از شما اند گفتند یا رسول اللہ برادران ما اند ہمچنانکہ ایمان آوردند ایشان ما نیز آوردیم و ایشان انفاق کردند ما نیز کردیم ایشان رفتند ما نیز می رویم ایشان برما زیادتی چیست فرمود ایشان در گذشتند و از اجرہائے خود چیزی در دنیا نخوردند و نمیدانم کہ شما بعد از من چہ کار کنید و چہ فتنہا در میان شما سر برزند ۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۳

ہم جانتے ہین کہ مسافران روایتوں پر ایمان نہین لاسکتا ۔ مگر چونکہ اوسکا اعتراض خلاف بر روایات اہل اسلام تھا ۔ اسلیئے اسلامی روایتین پیش کی گئین کہ وہ غور کرے حضرت نے موت کے مقابلہ مین کس مسرت و بشاشت سے کام لیا ہے ۔ کیونکہ جسوقت یہ خبر سنی اوسوقت سے ایسی مسرت آپکو ہوئی کہ سب سے پہلے اس کو خوش خبری قرار دیکر اپنی پارہ جگر فاطمہ زہرا کو مطلع کیا ۔ اور جب اسکا تذکرہ آیا تو ہمیشہ مسرت ظاہر فرماتے رہے ۔ ہان غم تھا آپکو تو اپنی امت کی بداعمالیوں و بدافعالیوں کا جو نہایت بجا غم تھا کہ جن لوگونکو تیئس ۲۳ برس کی شبانہ روزی محنت سے مسلمان بنایا تھا وہ اس دنیا ردنی کی بدولت کس قعر مذلت مین گرنے والے ہین ۔

چنانچہ اوسی مدارج النبوۃ مین ہے فرمود نمی ترسم بر شما کہ مشرک شوید بعد از من ولیکن می ترسم بر شما او دنیا را کہ رغبت کنید دران و در رفتنہ افتید و ہلاک شوید چنانکہ ہلاک شدند ان کسانے کہ پیش از شما بودہ اند صفحہ ۴۹۴

جب حضرت آخری مرتبہ نماز کیلئے تشریف لائے ہین تو فرمایا وصیت میکنم مہاجرین را کہ بایکدیگر نیکی کنید و پس خواند سورہ والنصر را تا آخر و این آیت خواند فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم صفحہ ۵۰۵

کہ کسقدر جلد ہے تم حاکم ہو تو زمین مین فساد کرو اور قطع رحم کرو ۔ جسمین حضرت نے تمامی واقعات کی خبر دیدی ہے ۔

بہرحال حضرت کو غم تھا تو امت کا کہ وہ کسطرح گمراہ ہو جائیگی اور کیسے فسادات ان صحابہ سے ہونگے ورنہ خبر موت نے تو حضرت کو اسقدر مسرور کر دیا تھا کہ اوسکی انتہا ہی نہین ۔

رہا مولوی ثناءاللہ صاحب نے جو لکھا ہے تو اوسکا کیا جواب دیا جائے کہ تمام جھوٹ کذب افترا سے

کام لیا ہے اور اونکی غرض بجز اسکے کچھ نہین ہے کہ پیش نمازی ابوبکر کا حکم دکھائین۔ حالانکہ تمامی صحاح ستہ مین موجود ہے کہ جب عائشہ و حفصہ نے اپنے اپنے باپ کو یہ عہدہ دینا چاہا تو حضرت نے فرمایا انکو حضرت یوسف کہ تم بھی اونہین مکار عورتون کی بہن ہو جنہون نے حضرت یوسف سے مکر کیا تھا ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ ص ۵

چونکہ یہ واقعہ طولانی ہے اور اوسکے ذکر کا یہان محل نہین۔ لہذا اب خاص واقعہ کربلا پر آتے ہین جسکے نسبت مسافر حسب ذیل لکھتا ہے۔

"یہی حال حضرت کے نواسے اور مسلمانون کے شہید اکبر حسین کا ہوا۔ اور وہ بھی اپنے دعویٰ پر ہنسی خوشی جان دینے کی جرأت ظاہر نہ کر سکا بلکہ جب اسے معلوم ہوا کہ اب جان کسی طرح بھی نہین بچ سکتی۔ تو نہایت ہی بری طرح محض جان بچانے کے لئے دشمن کی منت و سماجت شروع کر دی۔ کبھی حضرت محمد کا واسطہ دیا۔ کبھی خدا کو بیچ مین ڈالا اور کبھی رحم کیلئے التجا کی لیکن آخر دشمن نے زبردستی جان لے ہی لی ہم حسین کی بہادری و قربانی کے مداح ہین۔ اور ہماری ہمدردی ہمیشہ کربلا کے مقتولین کے ساتھ رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ کہے بغیر بھی نہین رہ سکتے کہ کربلا کے مقتولین نے موت کا مقابلہ کرنے مین نہایت ہی کمزوری ظاہر کی اور موت پر فتح حاصل کرنے مین قطعی ناکامیاب ثابت ہوئے۔

مسلمان لکھتا ہے "اسکے مفصل جواب کی تو شیعہ اخبارات (اثنا عشری، شیعہ۔ اصلاح۔ اور آل انڈیا شیعہ گزٹ وغیرہ) سے توقع ہے۔ ہان مختصر ہم بھی عرض کرتے ہین کہ اس مین بھی مسافر نے وہی معمولی عادت شریفہ (دروغ گوئی) سے کام لیا ہے ہم منتظر ہین کہ ہمین کسی صحیح حوالہ سے یہ مضمون سید الشہدا کی بابت ثابت کر دے۔"

اصلاح۔ اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ گو مسافر مخالف اسلام ہے جس سے اوسکو جناب امام حسین سے مخالفت کرنا لازم ہے۔ مگر حضرت کی مظلومیت ایسی تھی کہ باوصف مخالفت اوس نے کہا ہی دیا "ہم حسین کی بہادری اور قربانی کے مداح ہین اور ہماری ہمدردی ہمیشہ کربلا کے مقتولین کے ساتھ رہی ہے" اسکے مقابلہ اہلسنت کی مخالفت کو دیکھئے کہ آجتک اونکو اسکا غم ہے کہ بروز عاشورا دریا تا جوشی کیون موقوف کیا گیا جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی طرح نہ قابل ہمدردی ہے نہ اس لائق کہ اوسکو کسی طرح کی اہمیت دی جائے پھر بھلا یہ آدیہ بہترین سیاہ یزیدی۔

جرم مین اسکے ہاتھ پاؤن کٹوادا ے تا ہم غیلان کی زبان درازیان نگئین اور آخر اسی جرم مین مارا گیا صفحہ ۱
تو کیا الیکہ مرام کا وجہ غیلان سے بھی بڑھکر تھا جسکے ہاتھ پاؤن بھی کاٹے گئے اور وہ زبان درازیونسے نہ باز آیا
ہان چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کی نسبت شیعون سے تفصیلی حال کی
توقع ظاہر کی تھی لہذا فلسفہ شہادت کے چند فقرونکو ہم یہان نقل کرتے ہین ملاحظہ ہو تاریخ کامل صفحہ ۳۳ جلد ۴
دحمل الناس علیہ عن یمینہ وشمالہ فحمل علی الذین عن یمینہ فتفرقوا ثم حمل علی الذین
عن یسارہ فتفرقوا فما رای مکثور قط قد قتل ولدہ واھل بیتہ واصحابہ اربط جاشا منہ
ولا امضی جنانا ولا اجرء مقدما منہ ان کانت الرجالۃ لتنکشف عن یمینہ وشمالہ
انکشاف المعزی اذا اشتد فیہا الذئب صفحہ ۵۷ اصلاح نمبر ۹ جلد ۱۴
یعنی حضرت پر داہنے بائین سے لوگون نے حملہ کیا تو حضرت نے اسطرح حملہ کیا کہ سب بھاگ گئے جس طرح بھیڑیے
کے آنے سے بھیڑین بھاگتی ہین۔ کبھی ایسا شخص نہین دیکھا گیا جو ایسا شکستہ خاطر ہو کہ اوسکے بھائی بند اولاد
اصحاب سب قتل ہون اور پھر وہ ایسا باحواس وقوی دل ہو اور اس طرح کی جرات و دلاوری
دکھائے کہ سوار و پیادہ بھیڑیون کی طرح بھاگے۔
دیکھیے بحار الانوار مین ہے فغضب شمر وجلس علی صدرہ وقبض لحیتہ وھم بقتلہ فضحک
الحسین فقال لہ اتقتلنی ولا تعلم من انا صفحہ ۱۶۷ جلد ۱۰
یعنی جب شمر حضرت کے سینہ پر سوار ہوا اور ریش مبارک بقصد ذبح پکڑا تو ہنسے امام حسین اور فرمایا کہ
تو ہمکو قتل کرتا ہے اور نہین جانتا کہ ہم کون ہین۔
کیا جو شخص اس طرح خدا کی راہ مین شہید ہو کر وقت ذبح ہنستا ہے اوسکی نسبت کوئی کہسکتا ہے کہ
مقابلہ مرگ مین اوس نے کمزوری دکھائی۔
کیا خوب لکھا ہے ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین ولولا ما کادوا بہ من انھم حالوا بینہ وبین
الماء لم یقدروا علیہ اذ ھو الشجاع القرم الذی لا یزول ولا یتحول صفحہ ۱۱۸
یعنی اگر اشقیاء کوفہ وشام یہ کید نہ کیے ہوتے کہ پانی کو حضرت پر بند کر دیا تھا تو کب اونکی قدرت اونکو تھی
کہ وہ حضرت کو شہید کرتے کیونکہ آپ ایسے بہادر تھے کہ نہ اپنی جگہ سے ہٹتے نہ پھرتے۔
جب مخالف وموالف سب نے مان لیا ہے کہ ابتداء خلقت آدم سے اسوقت تک کسی سے ایسا

دکہا گیا کسی سے نہو سکا۔ نہ یہ مصائب کسی پر پڑے جو حضرت پر گذرے جسکا ہم اگر ذکر فلسفہ شہادت
مین ہو چکا ہے تو اب زیادہ لکہنے کی ضرورت نہین جنکو اون کو پورا علم حاصل کرنا ہو وہ فلسفہ شہادت
مفت دفتر اصلاح سے طلب کرین۔

وجہ جناب سید الشہدا و عظیم درجہ ہر گز کوئی اوسکو ہمسر نہین سکتا اگر آپنے فلسفہ شہادت میں دیکہا
ہوگا کہ امام حسین کے ایک ایک صحابی ایسے تھے جو محض اتقا پروردگار کیلئے خود اور اور اولاد و ستے
اور اس جوش مین تفریح و مطائبہ کرتے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۶

اب ہم اولو المسلمین سے پوچھتے ہین کہ مسافر کا جواب اسطرح مہذبانہ دینا چاہئے یا اوس طرح کہ آپنے دیا
یہ حضرت حسنی سے مطالبہ امام حسین سے صرف اثبات خلافت ابو بکر کیلئے ابھی کہ رسول خدا ابو بکر کو
نماز پڑہانے کا حکم دیتے ہین۔

## زینب بنت اسحق

امام المحدثین ابن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۶۴ مین اس قصہ کو نہایت شرح و بسط سے
لکہا ہے جو مصر مین چہپ چکی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

یزید ایک شب رات دیر تک بیخواب رہا۔ اوسوقت معویہ کا غلام رفیق حاضر تہا یزید نے معویہ کی کچہ
مدح و ثنا کرنیکے بعد کہا کہ اگرچہ اوس نے ہر طرح ہمارا خیال کیا۔ مگر اوس غم کا کوئی علاج نہ کیا جو ہمارے سینہ مین
ہے حالانکہ وہ جانتا ہے ہم کس درجہ اوسکے مطیع ہین اور کسقدر ہمارے دل مین اوسکی ہیبت ہے جو ہم نے
ہر ہر کیا۔ نہ اوسکی جرأت اور نہ کچہ قصور کیا اور سکو بخشنے۔

غلام نے پہلے فہمایش کی کہ اس طرح کا شکوہ تجھے مناسب نہین شکریہ اوسکا نہین ادا کر سکتا جب
یزید کچہ شرمندہ ہو بعدہ وہ غلام۔ اوسی وقت معاویہ کے محل مین گیا معویہ سمجہا کہ کسی خاص ضرورت
سے آیا ہے فوراً بلا لیا اور پوچہا کہ کیون اسوقت آیا اوس نے یزید کا سارا قصہ بیان کیا۔ تو معویہ اوٹھ
بیٹھا۔ اور کہا کہ آخر بیٹے کو کونسی خواہش اوسکی نہین پوری کی جسپر وہ اس طرح شکوہ کرتا ہے پھر فوراً
بیٹے یزید کو طلب کیا۔

قاعدہ یہ تہا کہ جب کوئی امر اہم پیش آتا تو معاویہ اسکو بلا بھیجتا۔ اسی خیال سے یزید فوراً حاضر ہوا کہ کوئی
امر اہم ہوگا جب یزید داخل دربار ہوا تو معویہ نے کہا بیٹے کون سے امر مین تیرے کوتاہی کی۔ اور کس امر کا

خیال کیا۔ جو تو نے ایسا ایسا کہا حالانکہ ہم جس شفقت و محبت سے تیرے ساتھ پیش آتے تھے اوسکا نتیجہ یہ تھا کہ تو ہمیشہ شکر گذار رہتا چہ جائیکہ تو نے یہ الزام لگایا کہ ہمنے تیرے حق مین تقصیر کیا۔ فای والد اعق منک اوالید وقد علمت انی تخطات الناس کلہم فی تقدیمک ونزلتہم لتولیتی ایاک ونصبتک اماماً علی اصحاب رسول اللہ وفیہم من عرفت وحاولت منہم ما علمت تو پھر تجھسے بڑھکر کون فرزند عاق ہو سکتا ہے یا کیا دحالانکہ تو جانتا ہے ہمنے تجھے سب سے بڑھا دیا اور سب کو تیرا ماتحت بنایا اور تجھے امام بنایا اصحاب رسول اللہ پر حالانکہ جانتا ہے اون مین کس کس درجہ کے لوگ ہین۔

یزید اوس وقت شرمندہ ہوا اور کہا کہ یہ سب باتین تو آپکی ایسی ہی ہین مگر ہمپر غصہ نہ کیجیے اور کفران نعمت کا الزام نہ لگایئے کیونکہ بیشک آپنے ہمارا ہر طرح خیال کیا۔ اور وہ درجے عنایت کئے جسکے ہم کسی طرح قابل نہ تھے۔ مگر ہم تو چاہتے تھے کہ ان سب باتون کے ساتھ ایک عورت حسین و جمیل و صالحہ بھی ملتی۔

ارنیب بنت اسحق کے حسن و جمال کا شہرہ اور اوسکے ادب ولیاقت کا چرچہ عالمگیر ہو۔ اسلیے نہایت بیچینی سے اوسکا عشق ہمارے دل مین پچیدہ ہوا۔ پھر ہمارا خیال تھا کہ آپ اوسکا کچھ خیال کرینگے مگر ایسا نہوا یہانتک کہ اوسکی شادی بھی ہوگئی یہی خیال تھا جو ہمارے دل مین پچیدہ تھا۔ جس سے صبر و شکیبائی جاتی رہی اور یہ شکوہ کیا کہ آپنے ہمارے حق مین تقصیر کیا۔

معاویہ نے کہا۔ اچھا تو صبر کرو جلدی نہ کرو۔

یزید۔ اب کس بات پر ہماری تسکین دیتے ہو راہین آرزو کی بند ہوگئین (نکاح اوسکا تو ہو چکا)

معویہ تو پھر تیری وہ عقلمندی اور مروت کیا ہوئی۔

یزید اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خواہش غالب آجاتی ہے صبر و عقلمندی پر اور اگر ایسا ہوتا کہ عشق کو تقوی یا صبر سے نفع ہوتا تو سب سے زیادہ مستحق صبر حضرت داؤد تھے۔ حالانکہ قرآن اون کا کیا حال بتا رہا ہے۔

معویہ تو پھر پہلے کیون نہ اسکو کہا۔

یزید۔ ہمکو آپکی محبت اور حسن نظر پر اعتماد تھا کہ ہر طرح خیال کرینگے۔

معویہ۔ ہاں یہ سچ ہے۔ مگر اب تم اپنے راز کو چھپاؤ حلم و صبر سے کام لو کہ اس راز کے فاش کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں ملتا خدا ہر امر کو اپنی حد پر پہونچانے والا ہے اور وہی ہوتا ہے جو ہونیوالا ہے۔

یہ ارینب بنت اسحٰق اوس زمانہ میں حسن و جمال میں بے نظیر تھی۔ کمال و شرف و مالداری میں بھی فرد تھی۔ اوس سے عبد اللہ بن سلام نے (جو قریشی تھے) اور اوسکے بنی اعمام سے عقد کیا (اسی خبر عقد سے یزید کو بیچینی ہوئی)

عبد اللہ بن سلام کو معویہ بھی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتا اور خاص طور پر اوسکا خیال رکھتا ادھر یزید کی اس عشق بازی سے اور بھی معویہ کو بیچین کر دیا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ کون سی تدبیر کرین معویہ نے عبد اللہ بن سلام کو بصرہ کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تھا جسکے بعد یہ واقعہ پیش آیا تو فوراً ایک خط لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ نہایت سخت ضرورت ہے اور اسمین تمہارا بڑا فائدہ ہے۔

عبد اللہ بن سلام جب داخل شام ہوا تو معویہ نے خاص طور پر اوسکا اعزاز و اکرام کیا اور ایک مکان خاص اوسکی مہمانی کے لئے مقرر کیا۔

پھر ابو ہریرہ اور ابو الدرداء سے جو صحابی رسول تھے اور یہین رہا کرتے تھے۔ کہا کہ ہم چاہتے ہین اپنی لڑکی کا عقد عبد اللہ بن سلام سے کر دین کہ اس سے بہتر شاید کوئی لڑکا نہ ملے یہکر ابو ہریرہ و ابو الدرداء کو عبد اللہ بن سلام کے پاس بھیجا۔ اور خود محل مین جاکر اپنی لڑکی سے یہ کہا کہ جب ابو ہریرہ و ابو الدرداء ادہر سے پیغام لیکر آئین تو کہنا کہ عبد اللہ بن سلام کی شرافت و نجابت مین تو عذر نہین مگر اوسکے ایک زوجہ ہے جسکا نام ارینب بنت اسحٰق ہے تو ممکن ہے ہمکو اوس سے غیرت آئے اور ایسی بات ہو جائے جو موجب غضب خدا ہو۔ لہذا جب تک وہ طلاق نہ دیگا ہم عقد نہین کر سکتے

ابو ہریرہ و ابو الدرداء نے جو معویہ کا پیغام پہونچایا تو وہ اسدرجہ خوش ہوا کہ فوراً ان دونو کو وکیل کر دیا کہ جاکر نکاح کر دین جب معویہ کے پاس آئے تو معاویہ نے کہا جاؤ لڑکی سے کہو اگر وہ قبول کرے تو ہم راضی ہین۔

لڑکی کے پاس جب یہ لوگ پیغام لیکر گئے تو اوس نے موافق تعلیم معویہ جواب دیا کہ جبتک وہ اپنی سابق زوجہ کو طلاق نہ دیگا ہم اس عقد کو نہین منظور کرتے۔

عبد اللہ بن سلام نے جب یہ پیغام سنا اور سمجھا کہ اب کوئی بات ہی نہیں رہی فوراً اوسی وقت طلاق دیا اور ابو ہریرہ و ابو الدرداء کو گواہ مقرر کیا۔ (یہ تینون نامی صحابی ہیں)

ابو ہریرہ و ابو الدرداء جب یہ خبر طلاق معویہ کے پاس لائے تو معویہ بہت بگڑا اور کہا کہ ہم تو اسکو پسند نہیں کرتے۔ اگر وہ جلدی نہ کرتا تو شاید بہتر ہوتا۔ اسوقت جاؤ پھر سمجھا جائیگا۔ اسکے بعد اس حیلہ سے کہ کہین مکر و حیلہ کا الزام نہ آئے کہا جاؤ اوس سے بھی پوچھ لو۔ لڑکی نے بھی حیلہ سے یہ جواب دیا کہ جلدی مناسب نہیں جبتک اسکی تحقیق نہ ہوجائے۔ ہم استخارہ کرینگے تو پھر دیکھا جائیگا۔

اودھر معویہ نے یزید کو سارے حال سے مطلع کیا۔ اور ادھر تمام شام مین غل پڑگیا کہ معویہ کیسا دھوکہ دیا

وتحدث الناس بالذي كان من طلاق عبد الله امرأته قبل ان تفرغ من خطبته وقبل ان يوجب الذي كان من بعده ولم يشكوا في عذر معوية اياه

تب پھر عبد اللہ بن سلام نے ابو ہریرہ و ابو الدرداء کو معویہ کی لڑکی کے پاس بھیجا کہ کسی طرح فیصلہ ہوجاوے۔ اوس نے کہا سألت عنه فوجدته غير ملائم ولا موافق لما اريد لنفسي مع اختلاف من استشرته فيه فمنهم الناهي عنه ومنهم الآمر به واختلافهم اياه ما كرهت من الله فعلم عبد الله انه خدع [illegible]

میںنے یہاں تک اسکو سوچا تو ہماری طبیعت کے موافق نہیں ہے اور ہم چاہتے ہین اوسکو لائق نہیں کیونکہ جن لوگون سے مشورہ کیا کوئی موافق تھا کوئی مخالف۔ یہ اختلاف ہمکو خود مکروہ معلوم تب عبد اللہ نے جانا کہ ہمکو دھوکا دیا گیا۔

یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہوگئی اور ہر شخص اس حکایت کو بیان کرنے لگا قالوا خدعه معاوية حتى طلق امرأته وانما ارادها لابنه فقبح من استرعاه رعاياه وملكه في بلاده

ص ۲۱۴ واشركه في سلطانه فلما بلغ معوية ذلك من قول الناس قال لعمري ما خدعته

کہ معویہ نے کیسا دھوکا دیا کہ اوس نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا جسکی غرض یہ تھی کہ یزید کا اوس سے عقد کر دے پس کسقدر برا ہے وہ شخص جسے خدا بادشاہ بنائے اور اپنی رعایا کو اوس کے سپرد کرے وہ ایسا فریب اور دھوکا دے۔ معویہ نے جب سنا تو اپنے جان کی قسم کھائی کہ ہرگز میںنے دھوکا نہیں دیا۔

جب زمانہ عدہ تمام ہوا تو معویہ نے ابوالدردا کو عراق بھیجا کہ وہاں جاکر ارنیب بنت اسحق سے یزید کی خواستگاری کریں۔

ابوالدردا جب وارد عراق ہوئے تو سب سے پہلے امام حسینؑ کی زیارت کو حاضر ہوئے اور اپنے اشتیاق زیارت کو عرض کیا حضرت نے بھی فرمایا کہ ہم بہت مشتاق تھے۔ اوسکے بعد آپنے اپنی غرض ظاہر کی کہ معویہ نے خطبہ یزید کیلئے بھیجا ہے۔ مگر چونکہ ہمنے مناسب نہ سمجھا کہ آپکی زیارت کے پہلے کوئی کام کریں لہذا ہم آپکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حضرت نے اس خیال پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہمکو بھی اسکے نکاح کا خیال تھا اگر چاہتے کہ تمہارا ہی سا کوئی شخص ہوتا تو اوسکے ذریعہ سے پیغام بھیجتے۔ تو تم ہمارا پیغام بھی کہنا اور جسقدر مہر معویہ دیگا وہی ہم بھی دینگے۔ دیکھو یہ ہماری امانت ہے تمہاری گردن مین

ابوالدردا جب ارنیب بنت اسحق کے یہان گئے تو جہان یزید کی خواستگاری کو بیان کیا۔ وہان جناب امام حسینؑ کا بھی پیغام دیا پہلے تو وہ دیر تک چپ رہی۔ پھر کہا یہ ایسا موقع ہے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم تمکو بلوا بھیجتے اب تم آئے ہو تو ہمنے بالکل تمہاری رای پر اس معاملہ کو چھوڑ دیا جسکو پسند کرو اوس سے نکاح کر دو۔ خدا کے بعد تم ہمارے امر کے مختار ہو جس شخص کو خدا کی مرضی کے مطابق پاؤ اوسکو اختیار کرو خواہش نفس کو اسمین دخل نہ دو۔ ابوالدردا نے کہا ہمارا کام پیغام پہونچانا تھا۔ اختیار کرنا تیرا کام ہے۔ ارنیب نے کہا یہ نہین ہو سکتا ہم تمہارے بھائی کی بیٹی ہین چاہیے کہ تمکو حق کہنے مین کسی کا خوف تمکو نہ روکے۔

ابوالدردا جب ہر طرح مجبور ہوئے تو کہا اے بیٹی فرزند رسول ہمکو زیادہ احب ہے کہ خود رسول اللہ کو دیکھا ہے اونکے لبونکو چوستے تھے لہذا تو بھی اپنا لب وہین رکھ جہان رسول اللہ لب رکھتے تھے۔

ارنیب نے کہا ہم بھی راضی ہین تم حضرت سے نکاح کر دو۔ چنانچہ نکاح پڑھا گیا اور حضرت کی زوجیت مین داخل ہوئین

یہ خبر جب معویہ کو ملی کہ ابوالدردا نے ایسا کیا تو نہایت سخت گذرا اور بہت ہی ملول ہوا اور کہا ہم ابوالدردا پر کیا اعتراض کرین قصور تو خود ہمارا ہے کہ ایسے بلید اور احمق کو اس کام پر مقرر کیا۔

عبداللہ بن سلام نے جب ارنیب سے عقد کیا تھا تو چند توڑے موتی کے اوسکو دئے تھے جو [illegible] بطور امانت و ودیعت تھا۔ معویہ نے اس وجہ سے کہ کسی کی وجہ سے وہ بدنام ہوا تھا [illegible]

## علی میرا خلیفہ ہے" ۱ جلد

جس سے بہ اقرار اڈیٹر صاحب خلیفہ منصوص ہونا جناب امیر کا ثابت ہوا ۔ اوس روز جو اول روز اعلان
نبوت تھا پھر اسی تحریر میں لکھتے ہین "مذہب اہلسنت کا مذہب ہے کہ نصب خلیفہ امت پر فرض ہے"۔
تو اب اڈیٹر صاحب کے اس آخری فیصلہ سے "منصوص خلیفہ منتخب سے ہمیشہ مقدم ہوتا ہے" کیا نتیجہ نکلا غور
فرمائیے کیونکہ باقرار مولوی صاحب جناب امیر خلیفہ منصوص ہین ۔ اور ابوبکر خلیفہ منتخب ۔
اڈیٹر صاحب نے اصلاح ۲۲ کا جو جواب دیا تھا کہ اس سے مراد خلافت فی التبلیغ ہے اوسکا جواب ۳۶ مین ہو چکا ہے جسکا جواب
پھر آج تک نہ ممکن ہوا

**شماتت حاسد**۔ اصلاح ۱۱ صفحہ مین جو ہم نے قوم کی توجہ کیلئے لکھا تھا کہ روانگی دیلو ۱ سال سے موقوف کر دی گئی
اس پورے مضمون کو بعنوان ۔ اصلاح کی حالت زار اور اپیل قابل توجہ مومنین " اہلحدیث ۲۶ مورخہ ۱۰ ذیحجہ کے
اسمعے چار کالم مین نقل کیا ہے اوسکے بعد لکھتے ہین "افسوس ہے مومنین شیعہ ہمدرد قوم اور معین علی ہدم الاسلام
کوئی قدر نہین کرتے ہمین خطرہ ہے کہ اڈیٹر صاحب اصلاح شیعوں کی ایسی سرد مہری دیکھکر اصلی معنی مین اصلاح
کام شروع کر دینگے جسکو دوسرے لفظون مین یہ سمجھے کہ آپ شیعہ سے سنی اور پکے اہلحدیث ہوجائینگے پھر شیعوں کو قدر معلوم
ہوگی اور وہ دیکھینگے کہ ہمارا نا خدا کہان گیا گو بہت سے مہذب شیعہ تو ایسا ہونے دینے سے متمنی ہونگے اور وہ اس کہنے پر
آمادہ ہونگے "خس کم جہان پاک" لیکن ایسے ویسے نئی روشنی کے دلدادوں کا اعتبار نہین ۔ آہ ہم افسوس کرتے ہین
ہم اپنے دوست کی اس مصیبت مین کوئی خدمت نہین کر سکتے یہی کر سکتے ہین کہ انکے دست سوال کی اپیل کو
مومنین تک پہونچا دین چنانچہ ہم نے پہونچا دی دل خدا کے قبضہ مین ہے ۔ خدا ہمارے معزز دوست کی مشکلات
آسان فرما دے ۔ اور انکو قیامت کے عذاب اور ما الحد تو ابعد لک کے عتاب سے محفوظ و مامون رکھے این دعا از من
و از جملہ جہان آمین باد"

علاوہ اس عبارت کو پڑھیے ۔ اور غور کیجیے کہ کیا آپکی ہمت اسکو ادا کر سکتی ہے کہ ایسے کلمات دلخراش سنین اور آپکو معلوم ہو
جب جناب امیر مبتلائے مصیبت رسول اللہ ہوتے ہین تو ابوبکر صاحب نے فرمایا تھا حالی ما امتحانا (کنز العمال) کیون ہم
تکلیف نظر آتے ہو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اڈیٹر صاحب اوس سنت بکری کو نہ ادا کرین ۔
حضرت صفیہ عمہ رسول جب اپنے فرزند کے غم مین رونے لگی ہین اور تسکین رسول چاہتی ہوئی ہین تو عمر صاحب نے کہا صدا ت
ان قرابتک من محمد لا یغنی عنک من اللہ شیئا صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۵ اصلاح جلد ۱۲ صفحہ ۳۲ ۱۱
تمکو قرابت محمد سے کوئی نفع نہ پہونچیگا ۔ پھر ہم اڈیٹر صاحب کی کیا شکایت کر سکتے ہین ۔ ما احدث و ابعدک کو تو لکھا مگر اس
حدیث کو ابتدائی جملہ اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک کو اوڑا دیا کہ حضرت نے فرمایا ہم عرض کرینگے
یہ تو میرے اصحاب ہین (جہنم مین کیون جاتے ہین) تو حکم باری ہوگا تم کیا جانو انہون نے بعد تمہارے کیا بدعتین کین ۔
مومنین کے دلمین اس تحریر اڈیٹر اہلحدیث سے کوئی درد پیدا ہو تو صرف یہی علاج ہے کہ خریداران اصلاح ۱۳۳۶ اپنا چندہ
ماہ رجب میں آتے ہی بھیجدین ۔ اور اگر خدا نخواستہ انکار ہو تو کارکنان کو متنبہ کریں ۔ ورنہ مجبوری سے دیلو جاتی رہیگا ۔

[illegible]

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ




اس رسالہ مین اون چار سوالونکا جواب درج کیا گیا ہے جسکا ذکر اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۴ صفحہ ۳۸ مین کیا گیا تھا

(۱) اسلامی تواریخ کی روسے ثابت کیا جائے کہ معاویہ اور یزید کے زمانہ مین مسلمانون کے اعتقادات کیا تھے ان مین کون سے قبیح رسوم جاری تھے۔ کون سی مذہبی تعلیم انکو دیجاتی تھی۔ اس کا سرچشمہ کہان تھا اور اگر وہ اوسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتائج پیدا ہوتے۔

(۲) اسوقت مسلمانون اور اسلامی ممالک کے حالات اس قسم کے تھے جس سے اسلام کی کشتی بھنور مین پڑ چکی تھی اور بدین لحاظ امام حسینؑ نے اپنا سر دینا پسند فرمایا۔ یعنی بہ الفاظ دیگر وجوب شہادت اور وجہ شہادت از روے تاریخ ثابت کیا جائے۔ اور اگر امام حسینؑ شہادت کو منظور فرماتے تو کیا نتائج پیدا ہوتے

(۳) امام حسینؑ نے کربلاے معلی کا کیون سفر اختیار کیا کیونکہ اکثر مخالفین کو اس سے شبہ ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہدا روحی لہ الفدا دیدہ و دانستہ موت کے منہ مین گئے۔

(۴) امام حسینؑ کے لئے یزید سے بیعت کرنا کیا معنی رکھتا تھا اگر آن حضرت بیعت کرتے تو اسلام اور جمیع اہل اسلام پر کیا اثر پڑتا۔

غرض میری یہ ہے کہ ایسے طریق پر امام حسینؑ کی شہادت کا اسلام کے بقا کیلئے ضروری اور لازمی ہونا ثابت کرین جو مخالف کو بھی پسند ہو۔ ایسے رسالہ کی ازحد ضرورت ہے جہانتک ممکن ہو سکے جلد تالیف فرما کر اسکو شائع کر دین ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

اما بعد اگرچہ جتنے امور سوالات مین مندرج ہین ان کا جواب کافی طور پر فلسفۂ شہادت اور تحقیق صوم عاشورا مین درج ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ سوال مین ہر ہر امر کو علحدہ علحدہ بیان کیا ہے اسلئے جواب مین بھی ویسی ہی تفصیل کی جائیگی امید ہے کہ اظہار حق مین کامیابی ہو اگرچہ یہ امید کرنا کہ مخالف اسکو پسند کرے خلاف عقل ونقل ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے

ولن ترضی عنک الیہود والنصاری حتی تتبع ملتہم قل ان ہدی اللہ ہو الہدی ولئن اتبعت اہوائہم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر۔

اور اگر تمسے یہود ونصاری راضی نہونگے جب تک تم اون کے دین کی پیروی نہ اختیار کرو۔ کہدو کہ خدا کی ہدایت (اسلام) وہی ہدایت ہے اور اگر تم اون کی خواہشون کی پیروی کروگے بعد اسکے کہ حاصل ہوا تمکو علم۔ تو پھر نہ تمکو کوئی خدا سے بچانے والا ہے نہ مددگار۔

جب خدا نے اپنے حبیب سے یہ ارشاد کیا کہ کبھی وہ تمسے راضی نہونگے جب تک اونکا مذہب نہ اختیار کرو حالانکہ حضرت مصداق انک لعلی خلق عظیم تھے کہ تمام دوست ودشمن آپکے اخلاق عظیم کے مداح تھے۔ تو پھر ہم کیا امید کرسکتے ہین کہ مخالف کو بھی پسند ہوگا کیونکہ اون کی پسندیدگی تو اسی پر منحصر ہے کہ ایک کلمۂ حق بھی نہ کہا جائے۔ اور ہم بھی مخالفت

تعزیہ داری مین اون کا ساتھ دینا۔ کیونکہ آجتک جو کچھ اصلاح مین یا دیگر کتب و رسائل مین لکھا گیا وہ سب تو کتب اہلسنت ہی سے لکھا گیا ہے جسمین اصل کتاب کی عبارت مع صفحہ و مطبع لکھا جاتا ہے مگر کب اونکے پسند پڑا جو آیندہ امید ہو۔

بہرحال محض بغرض اظہار حق سوالون کا جواب نمبروار عرض کیا جاتا ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

سوال اول۔ اسلامی تواریخ کے روسے ثابت کیا جائے کہ معاویہ اور یزید کے زمانہ مین مسلمانون کے اعتقادات کیا تھے۔ ان مین کون کون سے قبیح رسوم جاری تھے۔ کون سی مذہبی تعلیم ان کو دی جاتی تھی۔ اس کا سرچشمہ کہان تھا۔ اور اگر وہ اوسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتیجے پیدا ہوتے۔

الجواب سوال کے الفاظ تو ایسے سادے ہین کہ اس مین کوئی دقت ہی نہین معلوم ہوتی۔ مگر جواب کے لئے ایک دفتر درکار ہے کیونکہ ابھی اسلام کی اشاعت کو ۲۶ء تک کل ... برس گذرے ہین نہ کسی کتاب کی تدوین ہوئی ہے نہ عقائد نامہ لکھا گیا ہے نہ حدیثین مرتب و مدون ہوئی ہین جو کسی کتاب کو اصل اسلام قرار دین۔ مخالفت سے کسی پر مخالفت اسلام کا الزام مذہبی طور سے قائم ہو سکے حتی کہ وہ قرآن جسپر تمامی اہل اسلام کا دارومدار ہے رسول اللہؐ کا مرتب کیا ہوا نہین لیا گیا واسے برحال احادیث۔ لہذا جب تک اجمالی نظر قبل اسلام اور ابتدائے اسلام پر نہ ڈالی جائے کامیابی مشکل ہے۔

عرب فطری طور پر کچھ ایسا آزاد اور غیر مقید واقع ہوا تھا کہ نہ اوسپر کوئی بادشاہ حکمرانی کر سکا نہ کوئی پیغمبران کا راہنما ہوا شتر بے مہار کی طرح ہر طرح آزاد تھے۔ نہ حلال تھا۔ نہ حرام۔ نہ دین تھا نہ مذہب۔ نہ کوئی حاکم تھا نہ افسر نہ کسی کی حکومت تھی نہ اطاعت۔ ان مین سب سے بدتر حالت قریش کی تھی والمنادمۃ کانت فی قریش حیۃ واسمہ ان دمیری صفحہ ۱۲۹ جلد اول

یعنی دیگر قبائل عرب تو پھر بھی کچھ مذہب کے پابند تھے۔ مگر قریش تو بالکل زندیق تھے لا مذہب زندگانی دنیا کے سوا نہ قیامت کے قائل تھے نہ جزا و سزا کے چنانچہ قرآن مین ہے وقالوا ما ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیی وما یھلکنا الا الدھر کہتے ہین کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے (اسی مین) مرتے ہین اور جیتے ہین اور یہی زمانہ ہم لوگون کو ہلاک کرتا ہے۔ سورہ دخان مین ہے ان ھؤلاء لیقولون ان ھی الا موتتنا الاولی وما نحن بمنشرین یہ لوگ کہتے ہین کہ یکبار ایک ہی بار مرنا ہے۔ اور پھر ہم دوبارہ نہ اوٹھائے جائینگے۔

غرض نہ خدا کے قائل تھے نہ جزا و سزا کے۔ بلکہ صرف دنیا کے ہست و بود پر اون کا مدار تھا۔ نکاح طلاق مین وہ آزادی تھی کہ بناہ بخدا۔ تمام مذہب پر اس نے یہ ترقی کی کہ ازواج پدری پر اولاد کو پورا حق تھا کہ جس طرح چاہین تصرف کرین۔

چونکہ یہ ملک بالکل وحشی اور تمدن سے علحدہ تھا اسلئے ضرور تھا کہ کوئی نبی اسپر مبعوث ہو جسکے بغیر یہ سرنہین ہو سکتا تھا علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ مین لکھتے ہین صـ۱۵۱

عرب چونکہ خلقی وحشی تھے اسلئے اون کی اطاعت و فرمانبرداری نہایت مشکل تھی کیونکہ ہر شخص اون مین سے طالب ریاست و خواہان جاہ تھا جس سے ایک شخص پر اون کا اجتماع مشکل تھا۔ ہان اگر نبی یا ولی ہو جو دینی حیثیت سے ان مین کام کرے تو البتہ کبر و غرور انکا دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دین یا مذہب وہ چیز ہے جو ہر طرح کی غلظت اور سرکشی کو اون کی دور کر سکتا ہے۔

پس جب نبی یا ولی ان مین مبعوث ہو گا جو ان کو قیام باوامر الٰہی پر مجبور کرے اور اون کے اخلاق ذمیمہ کو دور کرے اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دے اور اظہار حق پر مجبور کرے۔ تو البتہ ان کا اجتماع اور تقلیب ممکن ہے۔ کیونکہ جہان اون مین

اس قسم کی سرکشی تھی وہان قبول حق اور ہدایت کی بھی قابلیت تھی کیونکہ طبیعتین اون کی سلیم تھین۔

اب دیکھئے خدا نے اس قوم مین اس شخص کو مبعوث کیا جسکی شرافت خاندانی ابتداے خلقت سے مسلم تھی۔ نہ اس خاندان مین کبھی کسی رذالت آئی نہ کسی دناءت کیونکہ جو بزرگ اس مین گذرے تھے وہ ایسے تھے کہ اون کا احسان اور اعزاز کسی عرب کو انکار نہ تھا۔ حضرت کا لقب صادق و امین ابتدا سے کفار مین مشہور تھا۔ اسلئے ابتداے اسلام مین وہ معجزہ دکھایا گیا کہ سب مبہوت ہوگئے۔

جسکی حالت تمامی تواریخ و تفاسیر و احادیث مین اس طرح درج ہے کہ جب رسول اللہ پر آیہ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ سامان دعوت مہیا کرو ایک صاع گندم۔ ایک ران گوسفند۔ ایک کاسہ دودھ فراہم کرو جسکے بعد تمامی فرزندان عبد المطلب کو دعوت دی گئی اور سب نے اوس سے کھایا۔ ابولہب نے اسکو سحر قرار دیا کہ یہ ایک آدمی کی خوراک تھی مگر چالیس آدمی اس سے سیر ہوے۔

دوسرے روز پھر یہی سامان کیا گیا اور حضرت نے اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ کون ہے جو ہماری وزارت کرتا ہے اس شرط پر کہ وہ ہمارا وزیر بھائی۔ خلیفہ ہو بعد میرے اسپر کسی نے نہ قبول کیا تو جناب امیرؑ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین قبول کرتا ہون یا حضرت فاخذ رسول اللہ برقبتہ علی وقال ہذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ صلعم ۱۱۶ تاریخ ابو الفدا

تو حضرت نے جناب امیرؑ کی گردن پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی۔ وصی۔ خلیفہ ہے تمھو چاہئے کہ اسکے احکام کو سنو اور اطاعت کرو۔

یہ ہے ابتداے اسلام جس سے علی دعوت اسلام شروع ہوئی اور اصل الاصول

اسکا توحید و معاد تھا۔

اگر تم قرآن مجید کو پڑھا دیکھو تو شاید کوئی صفحہ ایسا نہ ملیگا جس مین دلائل توحید و معاد نہ بیان کئے ہون۔ کیونکہ نہ صرف عرب۔ بلکہ تمامی ادیان۔ تمامی مذاہب کی تعلیمات اسوقت تک بگڑ چکی تھی۔ توحید و معادت کا بالکل انکار کر دیا گیا تھا۔ یا اس طرح کی خرابی ڈالی گئی تھی کہ کسی طرح اوسکو توحید و معاد نہین کہہ سکتے تھے۔

چونکہ اصل اصول حب دنیا حب جاہ حب مال حب اولاد ہے جس سے نہ انسان دیندار رہ سکتا ہے نہ ایماندار اسلئے اسلامی تعلیم کا سب سے زیادہ زور اسپر تھا کہ دنیا کو ہیچ پوچ سمجھو۔

رسول اللہ نے تکمیل مقاصد اسلام مین جسقدر زحمت اوٹھائی تھی اوس سے کیسے نتائج پیدا ہوئے کہ لاکھون مسلمان بھی اوسی وقت ہو گئے۔ مگر صرف اسی زبانی اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین اور ظاہری نماز روزہ حج زکوۃ جہاد مین جس سے وہ صرف ظاہر [illegible] مسلمان کہے جائین۔ مگر اصلی ایمان مین اونکا حصہ اسیقدر تھا جیسے [illegible] پر سفیدی ہوتی ہے جسکی شہادت خود خداوند عالم دیتا ہے قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ مسلمان ہوئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلون مین نہین داخل ہوا۔

یہ ایک ایسا واضح کلام ہے۔ اسلام و ایمان کے فرق مین کہ کسی مسلمان کو اسمین شک ہی نہین ہو سکتا۔ ایمان اور اسلام دو چیزین علحدہ ہین جسکا عملی ثبوت بھی اوسیوقت پیش کر دیا گیا کہ جب سورہ برات کا آیہ والذین یکنزون الذہب والفضۃ نازل ہوا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہین اور خدا کی راہ مین نہین خرچ کرتے اونکو عذاب الیم کی خوشخبری دو۔ تو صحابہ مین ایسی کھلبلی پڑگئی کہ ہر طرف سے صداے مخالفت بلند ہوئی حالانکہ مال و زر کی بے حقیقتی اور دنیا کی بے ثباتی ایک ایسی بدیہی چیز ہے

دنیامین جتنے عاقل گذرے ہین وہ سب اسکو بے حقیقت ہی سمجھتے رہے۔

صحابہ نے اوس وقت چونکہ رسول اللہ صحیح و توانا تھے کچھ زیادہ چون چرا تو نہ کیا صرف آزردگی اپنی ظاہر کی اور ناراضی اپنی دکھا یا جس سے کہ پہلی کلام خدا قل لم تؤمنوا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم کی تصدیق نمایان ہوئی کہ ابھی تک تمہارے دلون مین ایمان نہین آیا یہ نہ کہو کہ ہم مومن ہین۔ مگر اسکے بعد سے وہ سب حرکات نمایان ہونے لگی جس سے اور بھی تصدیق اسکی ہوئی کہ ہر ہر بات مین مخالفت کرنے لگے۔ یہانتک کہ حضرت کے رحلت کا زمانہ قریب آیا اور وصیت نامہ آپکا نہ لکھنے دیا گیا جس سے بڑھکر اور کسی دلیل کی ضرورت نہین کیونکہ مولوی شبلی صاحب حضرت عمر کو سب سے پہلے اسکا موجد کہتے ہین کہ اونہون نے حضرت کے احکام مین تفریق کی کہ حضرت کے احکام کچھ قابل تعمیل ہین کچھ غیر قابل تعمیل ملاحظہ ہو صفحہ

مگر بعد رحلت رسول اللہ تو ایسے کھلم کھلا واقعات پیش آئے کہ اس کلام خدا کی ایسی تصدیق ہوئی کہ پھر کسیکو شک ہی نہ رہا کہ مسلمان کون ہے۔ اور مومن کون اسلئے کہ لاکھون صحابہ مین تجہیز و تکفین رسول اللہ مین شرکت کرنے والے صرف حضرت علی ہین اور عباس عم رسول اللہ اور سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ عمار بن یاسر۔ مقداد بن اسود اور چند لڑکے ہین۔ باقی جتنے صحابہ ہین وہ سقیفہ بنی ساعدہ مین تھے

اگر لوگ سچ مچ مومن ہوتے معاذ یر ایمان لائے ہوتے تو کب ممکن تھا جنازہ رسول کو یون چھوڑکر وہ طلب دنیا مین مشغول ہوتے۔ اگر دنیا کی طمع نہ دامن گیر ہوتی تو بعد رسول کے گھر جلانے کو آگ لکڑی کیون لے جاتے کیونکہ حضرت علی اور جناب فاطمہ تو پوچھتے بھی نہین تم کیا ظلم کررہے ہو۔ وہ لوگ صدمہ خانہ نشین مین قرآن کے جمع مین مشغول ہین نہ دنیا سے مطلب ہے کیونکہ آپ تو بحکم رسول خلیفہ و جانشین

ہین رعایا نہین یادشاہنین وہ جانین۔

مخالفین تو حضرت ابو بکر کی اس کارروائی کو بھی وردو دینی سے بتاتے ہین کہ بخوف فتنہ وفساد ایسا کیا جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اسلام کی محبت انکو رسول اللہ صلعم سے بھی زیادہ تھی کہ حضرت کو اسلام کا اتنا خیال نہوا کہ اس کا کوئی انتظام کرجاتے مگر ابو بکر نے اسکو ایسا ضروری سمجھا کہ دفن وکفن رسول کی بھی ضرورت اسکے مقابل مین کچھ نہ تھی۔ مگر خود حضرت ابو بکر جو وقت رحلت فرماتے ہین وہی کافی ہے کہ جو کچھ کیا بطمع دنیا چنانچہ تاریخ طبری مین ہے صفحہ جلد ۴

الی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ من ذلک یرید ان یکون لہ الامر دونہ ورایتم الدنیا قد اقبلت۔

یعنی جب ہم خلیفہ بنائے گئے تو سب (صحابہ) کی ناک مارے غصہ کے پھول گئین ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ امارت اسکو ملے دوسرے کو نہ ملے کیونکہ تم دیکھ رہے تھے دنیا رخ کئے ہوئے ہے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ جو کچھ ہوا دنیا کے لئے کہ تمامی صحابہ کی یہی خواہش تھی کہ ہم ہی خلیفہ ہون۔ دوسرا نہ ہو جس سے جہان صحابہ کی ناراضی اس خلافت سے معلوم ہوئی وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کل کارروائیان صرف دنیا کے لئے تھین جسمین صرف حضرت ابو بکر کامیاب ہوئے اور وہ ناکام رہے۔

ادہر تو خاص مدینہ مین یہ ہو رہا ہے ہو رہی ہے کہ ادہر اصلی وارث حقدار محروم ہو کر خانہ نشین ہے۔ ادہر حضرت ابو بکر دوسرے صحابہ سے بازی لے جا رہے ہین۔ ادہر دوسرے صحابہ جو مدینے سے باہر ہین وہ یہ سوچ رہے ہین کہ نبوت ہی کے ذریعہ سے یہ خلافت قائم ہوئی تو لاؤ ہم بھی ایک نبی تراشین جسکو چمکا کر پھر خلافت کا سکہ جمائین۔ اب مدینہ والے صحابہ مین اور بیرونجات کے صحابہ مین جنگ کی ٹھہری۔ مدینہ والے تجربہ کار جنگ آزمودہ ہین بیرونجات کی صحابی دیہاتی جنگلی ہین نہ آلات حرب رکھتے ہین نہ سامان جنگ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغلوب

# برہان بیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ صاحبان اعجاز وکرامت اور اونکے ساتھی معدودے چند اور اونکے مدعا
جم غفیر وانبوہ کثیر سب کا بیان طویل ہے اسلئے گنجایش اس صفحہ مین کہان مگر چونکہ اس امت کو امت موسیٰ
تشبیہ دی گئی ہے اسلئے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایکطرف ہین اور فرعون و ہامان
و تمام اراکین سلطنت و عام جم غفیر کہ جنکے منجملہ ستر ہزار جادوگر ہی ہین وہ دوسری طرف ہین۔ انجام مین
حق کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے گروہ بڑون پر غالب آیا ہی کرتے ہین چنانچہ وہان بھی ایسا ہی ہوا۔

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے تمام امت رسول ایکطرف ہے اور خاص آل رسول مع گنتی کے مومنین
ایکطرف فرعون امت ہامان امت اشقیاء امت آل رسول یعنی اولاد ہارون منزلت کے
خون کے پیاسے ہین جنہون نے نہ قتل پر اکتفا کی نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول انکا
ذکر تک نہ کرے اونکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی جیسے نہ جانے اس مطلب کیلئے وقتاً فوقتاً بہت سی کتابین
لکھی گئین۔ مگر معجزات کہتے ہین کہ ادہر کا جم غفیر جو کام کرے ادہر کے گروہ قلیل سے خدا تعالی ہر فرعون کے
مقابل ایک موسیٰ پیدا کردے اور اونکا جواب دلوا دے سیکڑون مثالون سے اسوقت دو پر اکتفا کی
جاتی ہے تحفہ اثنا عشری ملک ہندوستان مین دہلی سے لکھا گیا وہین سے خدا تعالی نے اسکا کامل جواب
نزہۃ اثنا عشریہ جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی سے لکھوا دیا اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ
جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے ہین یا انکار کیا گیا ہی نذیر احمد نام دہلی سے لکھا تو اس سے زیادہ
صحیح بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری جسمین اظہار حق اہل بیت کیا گیا ہے اور حوالے دیگر مستند طور سے
ہر امر ثابت کیا گیا ہے خدا تعالی نے مقبول احمد نام دہلی سے لکھوایا بھی اور چھپوایا بھی۔ کیا یہ معجزہ نہین ہے
چودہ پارہ تک چھپکر طیار ہے ۱۵-۱۶ پارہ زیر طبع ہے تین درجہ کے کاغذ پر چھپتا ہے۔

ہدیہ مع خرچ ڈاک پورے دس پارہ کا درجہ اول للعہ۔ درجہ دوم سہ۔ درجہ سوم عہ

**ملنے کا پتہ**

**منیجر صاحب جمہرا اینڈ کمپنی۔ شفاخانہ ہندوستانی چتلی قبر۔ دہلی**

[illegible]

کارڈ بھیجئے کہ حاضر کروں یہ رعایت کم ذیحجہ سے لغایت ۳ صفر ۱۳۳۰ھ تک ہے ۔

| نمبر | نام کتاب مع زبان | مطبع | قیمت | قیمت رعایتی |
|---|---|---|---|---|
| (۱) | مناقب آل ابی طالب از ابن شہر آشوب مازندرانی عربی | بمبئی | [illegible] | [illegible] |
| (۲) | اعلام الوری از علامہ طبرسی عربی | ایران | للعہ | [illegible] |
| (۳) | امالی از شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی عربی | ″ | للعہ | [illegible] |
| (۴) | خصائص وحی المبین فی مناقب امیر المومنین ابن بطریق عربی | ″ | [illegible] | [illegible] |
| (۵) | رواشح سماویہ شرح احادیث امامیہ از [illegible] عربی | ″ | [illegible] | [illegible] |
| (۶) | جواہر السنیہ شرح احادیث القدسیہ عربی از شیخ حر عاملی | بمبئی | [illegible] | [illegible] |
| (۷) | شفاء الصدور شرح زیارت عاشور فارسی | | للعہ | [illegible] |
| (۸) | فوائد المشاہد المعروف بتقریرات شیخ جعفر مرحوم | | [illegible] | [illegible] |
| (۹) | ناسخ التواریخ جلد ششم از کتاب دوم در حالات [illegible] | | للعہ | [illegible] |
| (۱۰) | [illegible] فقہ الاحبہ والاولاد [illegible] | ایران | ۱۲ | [illegible] |
| (۱۱) | معراج المحبت نظم فارسی در مرثیہ تمام شہدائے کربلا | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| (۱۲) | جواہر زواہر در قصائد و مراثی فارسی | | [illegible] | [illegible] |
| (۱۳) | مفرح الفواد و مبکی العباد | ″ | | [illegible] |
| (۱۴) | منار الہدی عربی از شیخ علی بحرانی | ″ | [illegible] | [illegible] |

المشتہر

حاجی سید سجادت حسین تاجر کتب باغ مکہ لکھنؤ

[illegible]